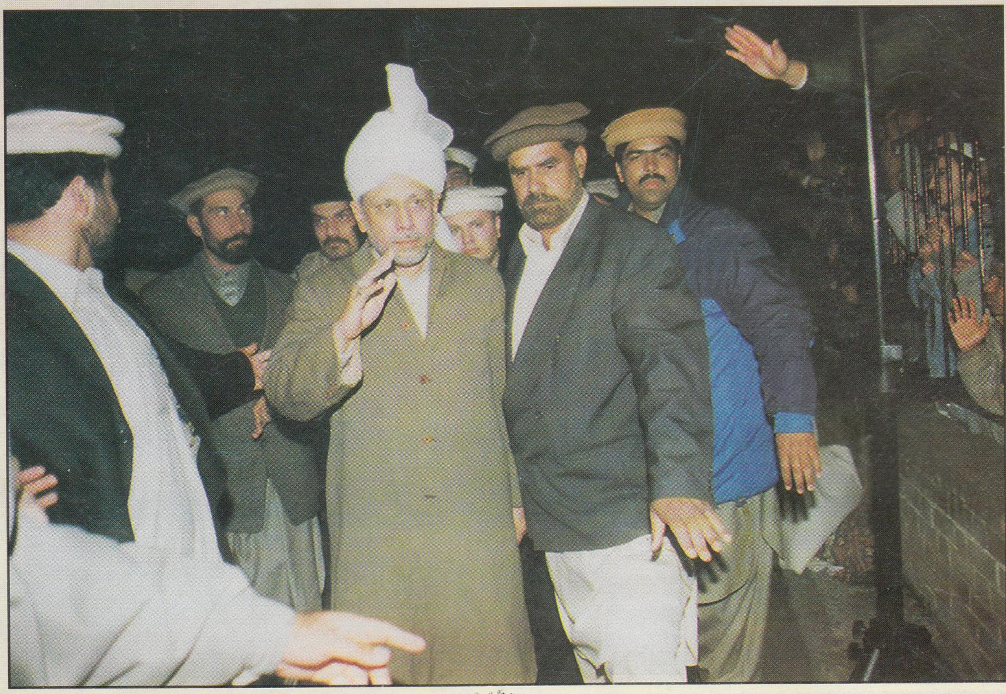
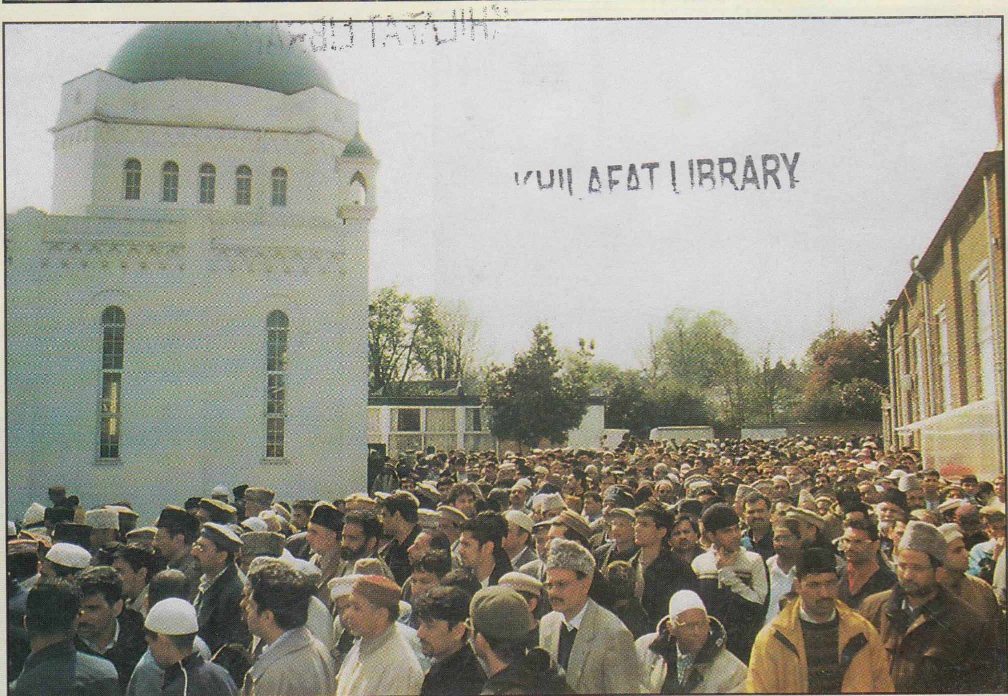
حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (بیعت کے بعد)





ماہنامہ

انصار اللہ

احسان ۱۳۸۲ ہش

جون ۲۰۰۳ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۲؍اپریل ۲۰۰۳ء کو مسندِ خلافت پر (مختلف مناظر)







احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ

انصار اللہ

احسان ۱۳۸۲ہش - جون ۲۰۰۳ء

جلد نمبر ---------------------- ۴۴

شمارہ نمبر ---------------------- ۶

ایڈیٹر: نصراللہ خاں ناصر

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ، محمود احمد اشرف

اس شمارہ میں

اس شمارہ کی تصاویر مکرم شاہد احمد عباسی صاحب آف فرینکفرٹ جرمنی نے بھجوائی ہیں ادارہ ان کا شکرگزار ہے

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ: ---------------- ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ: ---------------- دس روپے

ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے

بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرت ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں۔

اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔

(سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا احباب جماعت کے نام محبت بھرا خصوصی پیغام)

جان سے پیارے احباب جماعت!　اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اچانک وصال پر ایک زلزلہ تھا جس نے سب احباب جماعت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہماری آنکھیں اشکبار اور دل غمگین اور محزون ہیں مگر ہم اپنے رب کی رضا پر راضی اور اس کی تقدیر پر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ ہمارے دل کی آواز اور ہماری روح کی پکار اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ہی ہے۔ ہم سب خدا کی امانتیں ہیں اور اس کی طرف سے آنے والے اس بھاری امتحان کو قبول کرتے ہیں۔

ہمارا ربّ کتنا پیارا ہے جس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی اصلاح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا اور اس عظیم مقصد کو مستقل طور پر جاری رکھنے کے لئے ایک ایسی قدرت ثانیہ کا وعدہ فرمایا جو دائمی اور قیامت تک جاری رہنے والی ہے اور ہر خلیفہ کی وفات پر دوسرے خلیفہ کے ذریعہ مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں بدلنے والی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔''

(الوصیت - روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

یہ خدا تعالیٰ کا بے شمار فضل اور احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جو خوف کی حالت پیدا ہوئی اس کو امن میں بدل دیا اور اپنے ہاتھ سے قدرت ثانیہ کو جاری فرما دیا۔ پس دعائیں کرتے ہوئے آپ میری مدد کریں کیونکہ ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کرسکتی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے۔ دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرتِ ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

''قدرت ثانیہ'' خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کم تر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... فرماتے ہیں:

> ''جس طرح وہی شاخ پھل لاسکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔''

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔

والسّلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفة المسيح الخامس

لندن ۱۱ رمئی ۲۰۰۳ء

امام الکلام

''میں اس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں''

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں

''جب دشمن دلائل سے عاجز ہو جاتا ہے اور براہین سے ملزم نہیں کر سکتا تو ایذاء وقتل کی تجویز کرتا ہے اور وطن سے نکال دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کے خلاف مختلف قسم کے منصوبے اور سازشیں کرتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جب کفّار عاجز آ گئے اور ہر طرح سے ساکت ہو گئے تو آخر انہوں نے بھی اس قسم کے حیلے سوچے کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کریں یا آپ کو وطن سے نکال دیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایذائیں دیں مگر آخر وہ سب کے سب اپنے ارادوں اور منصوبوں میں نامرادو ناکام رہے۔ اب وہی سنّت اور طریق میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ مگر یہ دنیا بغیر خالق اور ربّ العالمین کے ہستی نہیں رکھتی۔ وہی ہے جو جھوٹے اور سچے میں امتیاز کرتا ہے اور آخر سچے کی حمایت کرتا اور اُسے غالب کر کے دکھا دیتا ہے۔ اب اس زمانہ میں جب خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے۔ میں اس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو کہ میں وہی ہوں جس کو قوم نے ردّ کیا اور میں مقبولوں کی طرح کھڑا ہوں۔ تم قیاس کرو کہ اس وقت آج سے چودہ برس پیشتر جب میں یہاں آیا تھا تو کون چاہتا تھا کہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ ہو۔ علماء۔ فقراء اور ہر قسم کے معظم مکرم لوگ یہ چاہتے تھے کہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اس سلسلہ کا نام ونشان مٹ جاوے۔ وہ کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ ترقیات نصیب ہوں۔ مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جس نے راستبازوں کو غالب کر کے دکھایا ہے اُس نے میری حمایت کی اور میرے مخالفوں کے خلاف ان کی اُمیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اُس نے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آ رہی ہے۔ اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہو سکتی ہے کہ دنیا کے بارسوخ لوگ ایک شخص کی ہلاکت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جاویں اس کے لئے خطرناک آگ جلائی جاوے مگر وہ ان سب آفتوں سے صاف نکل جاوے۔ ہرگز نہیں! یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں جو ہمیشہ اس نے دکھائے ہیں۔''

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۵۱-۲۵۲)

کلام الامام

اللہ تعالیٰ نے ہماری خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ ۲ رمئی ۲۰۰۳ء کے موقع پر فرمایا:-

''جب مومن کی دعا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کی وجہ سے قبولیت کا درجہ پاتی ہے تو پھر بے اختیار مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے لگتا ہے- گزشتہ دنوں جس طرح پوری جماعت اللہ کے حضور گریہ و زاری کرتے ہوئے جھکی اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہماری خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت نے جس خوشی اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا اظہار کیا ہے وہ اس جماعت کا ہی خاصہ ہے- آج پوری دنیا میں سوائے اس جماعت کے اور کہیں یہ اظہار نہیں مل سکتا- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا اس دور میں یہی نشان کافی ہے- دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے- کس طرح ایک شخص جو سینکڑوں ہزاروں میل دور ہے صرف اور صرف خدا کی خاطر خلیفۂ وقت سے اظہار محبت و پیار کر رہا ہے اور یہی صورت ادھر بھی قائم ہو جاتی ہے- ایک بجلی کی رَو کی طرح فوری طور پر وہی جذبات جسم میں سرایت کر جاتے ہیں- لیکن ان جذبات اور احساسات کو ہم نے وقتی نہیں رہنے دینا بلکہ دعا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی اعلیٰ سے اعلیٰ مثالیں رقم کرنے کا عہد کرنا چاہئے- ہم اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جس نے عُسر اور یُسر میں اللہ تعالیٰ سے وفا اور اس کی حمد کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی- حضور ایدہ اللہ نے یہاں وہ واقعہ بیان کیا کہ کس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے وقت مکہ میں داخل ہوئے-

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام پیش کیا کہ اس خدا کی تعریف ہے جس نے میرا غم دور کیا اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی......

کامیابی پر سجداتِ شکر بجالانے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں- واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجالائے- آپ فرماتے ہیں جب اتمامِ نعمت کے باعث حمد اپنے کمال کو پہنچ جائے تو وہ کاملِ محبت کی جاذب بن جاتی ہے اور ایسا محسن اپنے محبوں کی نظر میں بہت قابلِ تعریف اور محبوب بن جاتا ہے اور یہ صفت رحمانیت کا نتیجہ ہے- جب اس کا کوئی بندہ اپنی خواہشات کا چولہ اتار پھینکتا ہے اپنے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے اپنے تمام اوقات میں اس کی حمد کرتا ہے تو اس وقت وہ شخص عالمین میں سے ایک عالَم بن جاتا ہے......''

(الفضل انٹرنیشنل ۱۶ تا ۲۲ رمئی ۲۰۰۳ء صفحہ ۱-۲)

عربی منظوم کلام

اِنِّی شَرِبْتُ کُئُوْسَ مَوْتٍ لِلْهُدٰی　　　فَرَأَیْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَیْنَ بَقَائِی

میں نے ہدایت کی خاطر موت کے جام نوش کئے پس میں نے موت کے بعد (ہی) اپنی بقاء کا چشمہ دیکھا۔

فُقِدَتْ مُرَادَاتِیْ بِزَمْنِ لَذَاذَةٍ　　　فَوَجَدْتُّهَا فِیْ فُرْقَةٍ وَّصِلَاءِ

لذّت کے زمانہ میں میری مرادیں گم ہوگئیں پھر میں نے ان کو فرقت اور سوز کے اوقات میں پایا۔

لَوْلَا مِنَ الرَّحْمٰنِ مِصْبَاحُ الْهُدٰی　　　کَانَتْ زُجَاجَتُنَا بِغَیْرِ صَفَاءِ

اگر خدائے رحمٰن کی طرف سے ہدایت کی قندیل نہ ہوتی تو ہمارا شیشہ صفائی کے بغیر ہی رہ جاتا۔

اِنِّی أَرٰی فَضْلَ الْکَرِیْمِ أَحَاطَنِیْ　　　فِی النَّشْأَةِ الْاُخْرٰی وَفِی الْاِبْدَاءِ

میں دیکھتا ہوں کہ خدائے کریم کے فضلوں نے مجھے اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے۔ نشاۃِ ثانیہ میں بھی اور نشاۃِ اولیٰ میں بھی۔

اَللّٰهُ أَعْطَانِیْ حَدَائِقَ عِلْمِهٖ　　　لَوْلَا الْعِنَایَةُ کُنْتُ کَالسُّفَهَاءِ

اللہ نے مجھے اپنے علم کے باغات عطا کئے ہیں اگر یہ عنایت نہ ہوتی تو میں نادانوں کی طرح ہوتا۔

وَقَدِاقْتَضَتْ زَفَرَاتُ مَرْضٰی مَقْدَمِیْ　　　فَحَضَرْتُ حَمَّالًا کُئُوْسَ شِفَاءِ

مریضوں کی آہوں نے میرے آنے کا تقاضا کیا ہے پس میں شفا کے جام اٹھا کر حاضر ہوا ہوں۔

اَللّٰهُ خَلَّاقِیْ وَ مُهْجَةُ مُهْجَتِیْ　　　حِبٌّ فَدَتْهُ النَّفْسُ کُلَّ فِدَاءِ

اللہ ہی میرا خالق اور میری جان کی جان ہے وہ ایسا محبوب ہے کہ میری روح اس پر تمام تر فدا ہے۔

وَلَهُ التَّفَرُّدُ فِی الْمَحَامِدِ کُلِّهَا　　　وَلَهُ عَلَاءٌ فَوْقَ کُلِّ عَلَاءِ

اس کو تمام قابلِ تعریف صفات میں یکتائی حاصل ہے اور اسی کو برتری حاصل ہے تمام بلندیوں پر۔

(منن الرحمٰن - روحانی خزائن جلد ٩ صفحہ ١٧٠-١٧١)

فارسی منظوم کلام

فانیاں را مانعے از یار نیست بچہ او زن برسرِ شاں بار نیست

فانی لوگوں کے لئے کوئی چیز بھی یار سے مانع نہیں ہے بیوی اور بچے ان کے سر پر بوجھ نہیں ہوتے۔

با دو صد زنجیر ہر دم پیشِ یار خار باو گُل گُل اندر ہجر خار

دوسو زنجیروں کے باوجود وہ ہر دم دوست کے سامنے حاضر ہیں اس کی موجودگی میں کانٹا بھی پھول ہوتا ہے اور اس کے فراق میں پھول بھی کانٹا ہو جاتا ہے۔

تو بیک خارے براری صد فغاں عاشقاں خنداں بپائے جانفشاں

تُو تو ایک کانٹے کی وجہ سے سینکڑوں چیخیں مارتا ہے اور عاشق اپنی جان قربان کر کے بھی ہنستے رہتے ہیں

عاشقاں در عظمتِ مولیٰ فنا غرقہء دریائے توحید از وفا

عاشق مولیٰ کی عظمت میں فنا ہیں اور وفاداری کی وجہ سے دریائے توحید میں غرق

کین و مہرِ شاں ہمہ بہرِ خداست قہرِ شاں گرہست آں قہرِ خداست

ان کی دشمنی اور دوستی سب خدا کے لئے ہے اگر اُن کو غصہ بھی آتا ہے تو وہ خدا کا ہی غصہ ہے۔

آنکہ درعشقِ احد محو و فنا است ہرچہ زو آید ز ذاتِ کبریا ست

جو خدا کے عشق میں فانی اور محو ہے جو کچھ بھی وہ کرتا ہے وہ ذاتِ کبریا ہی کی طرف سے ہے

فانی است و تیر او تیرِ حق است صیدِ او در اصل نخچیرِ حق است

وہ فانی ہے اور اس کا تیر خدا کا تیر ہے اور اس کا شکار دراصل خدا کا شکار ہے۔

آنچہ مے باشد خدا را از صفات خود دمد در فانیاں آں پاک ذات

خداتعالیٰ کی جو صفات ہیں وہ پاک ذات ان صفات کو فانی فی اللہ لوگوں میں خود پھونک دیتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم - روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۳۰ - ۶۳۲)

درس حدیث

اولاد سے حسنِ سلوک

از: مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ وَهُوَ عَلَى الْمِنبَرِ يَقُوْلُ اَعْطَانِیْ اَبِیْ عَطِيَّةً- فَقَالَتْ عَمْرَةٌ بِنْتِ رَوَاحَةَ لَا اَرْضَى حَتّٰى تُشْهِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّی اَعْطَيْتُ ابْنِیْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً- فَاَمَرَتْنِیْ اَنْ اُشْهِدَکَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ- قَالَ اَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِکَ مِثْلَ هٰذَا- قَالَ- لَا- قَالَ فَاتَّقُوا وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ- فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَه'

(صحیح بخاری- کتاب الھبہ- باب الاشھاد فی الھبة)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ نے ایک دن (جبکہ وہ کوفہ کے گورنر تھے) منبر پر خطبہ دیتے ہوئے بتایا کہ میرے باپ بشیر بن سعدؓ نے مجھے کچھ عطیہ دیا- تو میری والدہ عمرہ بن رواحہؓ نے کہا- میں تو تب راضی ہوں گی جب آپ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنائیں- چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا- اور عرض کی کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بن رواحہ کے بطن سے ہے عطیہ دیا ہے- عمرۃ کہتی ہیں کہ میں آپ کو اس پر گواہ ٹھہراوں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- کیا تو نے باقی سب بچوں کو بھی اسی طرح دیا ہے؟ حضرت بشیر بن سعدؓ نے کہا- نہیں- اس پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- اللہ کا تقویٰ اختیار کرو- اور اپنی اولاد سے انصاف اور مساوات کا سلوک کرو- چنانچہ بشیر بن سعدؓ واپس ہوئے- اور اپنا عطیہ واپس لیا-(ایک روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- مجھے اس ھبہ کا گواہ نہ بناؤ- کیونکہ میں ظلم کا گواہ نہیں بن سکتا-)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں بچوں کی اعلیٰ تربیت اور انہیں اخلاقِ حسنہ سے مزین کرنے سے متعلق بڑا اہم اور زریں نکتہ بیان ہوا ہے- یعنی

۱- سب بچوں کی بنیادی ضروریات برابر طور پر پوری کی جائیں-

۲- سب کے حقوق کا یکساں خیال رکھا جائے-

۳- سب بچوں پر ان کی صلاحیتوں کے مطابق شفقت پیار کی نظر رکھی جائے-

۴- کسی عصبیت کی بنا پر ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دی جائے-

حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے درمیان بھی عدل و مساوات کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِعْدِلُوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ (بخاری کتاب الھبہ) کہ اپنی اولاد کے مابین عدل کیا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عدیم المثال قول سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کی باہمی محبت و رأفت کے لئے اور اس لئے بھی کہ بچے بھی والدین کی عزت و تکریم میں کمی و کوتاہی نہ کریں یہ ضروری ہے کہ والدین بھی بچوں میں ان کی ضروریات کے لحاظ سے کوئی کمی یا کوتاہی نہ کریں۔ اور فرق نہ کریں اور سب کو ایک نگاہ سے دیکھیں کسی بچے کا حق دوسرے کی خاطر نہ ماریں۔ تا کہ ایک طرف ان میں باہم رقابت اور حسد پیدا نہ ہو۔ تو دوسری طرف ان کے دل میں والدین کے خلاف بھی نفرت کے جذبات پیدا نہ ہوں۔ بلکہ ان میں محبت و پیار اور رأفت کا جذبہ اس طرح غالب ہو کہ وہ ایثار سے رہیں اور والدین کے ادب و اکرام اور خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے رکھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے استفسار فرمایا۔ أَیَسُرُّکَ أَنْ یَّکُوْنُوْا اِلَیْکَ فِی الْبِرِّ سَوَاءً؟ قَالَ بَلٰی۔ قَالَ۔ فَلَا اِذًا۔ (ریاض الصالحین باب کراھۃ تفضیل الوالد بعض اولادھا)

کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تیری ساری اولاد تیرے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہو۔ یعنی سب تیرے ساتھ برابر کا حسنِ سلوک کریں؟ اس نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ پھر تجھے بھی اُن سب کے ساتھ برابر کا سلوک روا رکھنا چاہئے۔ بچوں کے ساتھ مساوات کا سلوک کر کے انہیں حسد، نفرت اور بغض و کینہ کی آگ سے بچا کر رضائے الٰہی کی راہوں پر چلا دیا ہے۔ مشاہدہ میں یہ بات بھی آئی ہے کہ بچوں سے ظاہری محبت میں کمی بیشی میں بھی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

بخاری کتاب الزکوۃ میں ایک روایت یہ بھی ہے۔

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''ایک غریب عورت میرے پاس آئی۔ جس نے اپنی دو بچیاں اُٹھا رکھی تھیں۔ میں نے اس کو تین کھجوریں دیں۔ اس نے دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کر کے کھجور دے دی۔ اور ایک کھجور اپنے منہ میں ڈالنے لگی۔ لیکن یہ کھجور بھی اس کی بیٹیوں نے اس سے مانگ لی۔ اس پر اس نے اس کے دو حصے کئے اور ایک حصہ ایک اور دوسرا حصہ دوسری لڑکی کو دے دیا۔ مجھے اس کے مادرانہ پیار پر تعجب ہوا اور میں نے اس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل کی وجہ سے اس کے لئے جنت واجب کر دی۔ یا یہ فرمایا کہ اس کی اس شفقت کی وجہ سے اسے آگ سے بچا لیا۔''

اولاد کے حسن تربیت اور اعلیٰ اقدار کی نشو و نما کے لئے یہ وہ امور ہیں جن پر قوم کے احیاء و بقاء کا انحصار ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام -- اور قبولیت دعا

احیائے موتی کے آسمانی نشانات کا تذکرہ

مرتبہ: مکرم جاوید احمد جاوید صاحب

> ''......اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا- کیا کوئی ہے؟!! کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آوے- ہزار ہا نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دئیے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دین (حق) سچا ہے- میں اپنی کوئی عزّت نہیں چاہتا بلکہ اس کی عزّت چاہتا ہوں جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں-''
>
> (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۱۸۱-۱۸۲)

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

○ ''سردار نواب محمد علی خان صاحب (نواب صاحب موصوف عرصہ پانچ سال سے اپنی ریاست گاہ سے ہجرت کر کے قادیان میں مقیم تھے اور سابقین میں سے تھے) رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خاں ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مُردہ کے حکم میں تھا- اُس وقت میں نے اُس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں- اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذنِ الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے- تب میں خاموش ہو گیا- بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا انک انت المجاز یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی- تب میں نے بہت تضرّع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا- اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہو گیا اور زندہ موجود ہے-'' (صفحہ ۲۲۹-۲۳۰)

○ ''میرے مخلص دوست مولوی نور دین صاحب کا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا- اس کے فوت

ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اس خیال سے کہ مولوی صاحب لاولد رہ گئے - تب میں نے ان کے لئے بہت دعا کی اور دعا کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی کہ تمہاری دعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس بات کا نشان کہ وہ محض دعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے یہ بتایا گیا کہ اس کے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئیں گے - چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالحی رکھا گیا اور اس کے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے داغ اب تک موجود ہیں اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا -'' (صفحہ ۲۳۰)

○ ''۵/اگست ۱۹۰۶ء کو ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بے حس ہوگیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اس لئے مجھے خیال گزرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں ساتھ ہی سخت درد تھی - دل میں گھبراہٹ تھی کہ کروٹ بدلنا مشکل تھا - رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتت اعداء کا خیال آیا - مگر محض دین کے لئے نہ کسی اور امر کے لئے - تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بے وقت موت میں شماتتِ اعداء ہے تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا اِنَّ اللّٰہ علٰی کلِّ شیئٍ قدیر اِنّ اللّٰہ لا یخزی المؤمنین - یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رُسوا نہیں کیا کرتا - پس اُسی خدائے کریم کی مجھے قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اُس پر افتراء کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آ گئی اور پھر یک دفعہ جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مرض کا نام ونشان نہیں رہا تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اُٹھا اور امتحان کے لئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں -'' (صفحہ ۴۶-۲۴۵)

○ ''ایک دفعہ میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہوگیا - غشی پر غشی پڑتی تھی - اور میں اس کے قریب مکان میں دعا میں مشغول تھا اور کئی عورتیں اس کے پاس بیٹھی تھیں کہ یک دفعہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہوگیا تب میں اس کے پاس آیا اُس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو تین منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہوگیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہوگیا -'' (صفحہ ۲۶۵)

○ ''ایک دفعہ میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی نسبت مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں بعد میں وہ یک دفعہ سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ صرف استخوان باقی رہ گئیں - اور اس قدر دبلے ہو گئے کہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی اُس پر بیٹھا ہوا ہے یا خالی چارپائی ہے - پاخانہ اور پیشاب اوپر ہی نکل جاتا تھا اور بیہوشی کا عالم رہتا تھا - میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضیٰ مرحوم بڑے حاذق طبیب تھے انہوں نے کہہ دیا کہ اب یہ حالت یاس اور نومیدی کی ہے صرف چند روز کی بات ہے مجھ میں اُس وقت جوانی کی قوت موجود تھی اور مجاہدات کی طاقت تھی اور میری فطرت ایسی واقع ہے کہ میں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور درحقیقت اس کی قدرتوں کا کون انتہاء پا سکتا ہے اور اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں - بجز اُن امور کے جو اس

کے وعدہ کے برخلاف یا اس کی پاک شان کے منافی اور اس کی توحید کی ضد ہیں۔ اس لئے میں نے اس حالت میں بھی اُن کے لئے دعا کرنی شروع کی اور میں نے دل میں یہ مقرر کرلیا کہ اس دعا میں مَیں تین باتوں میں اپنی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میں حضرت عزّت میں اس لائق ہوں کہ میری دعا قبول ہوجائے۔

دوسری یہ کہ کیا خواب اور الہام جو وعید کے رنگ میں آتے ہیں ان کی تاخیر بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

تیسری یہ کہ کیا اس درجہ کا بیمار جس کے صرف استخوان باقی ہیں دعا کے ذریعہ سے اچھا ہوسکتا ہے یا نہیں۔ غرض میں نے اس بناء پر دعا کرنی شروع کی پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہوگیا اور اس اثناء میں ایک دوسرے خواب میں مَیں نے دیکھا کہ وہ گویا اپنے دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ دوسرا شخص کروٹ بدلتا تھا۔ جب دعا کرتے کرتے پندرہ دن گزر گئے تو ان میں صحت کے ایک ظاہری آثار پیدا ہوگئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند قدم چلوں۔ چنانچہ وہ کسی قدر سہارے سے اٹھے اور سوٹے کے سہارے سے چلنا شروع کیا اور پھر سوٹا بھی چھوڑ دیا۔ چند روز تک پورے تندرست ہوگئے اور بعد اس کے پندرہ برس تک زندہ رہے۔ اور پھر فوت ہوگئے جس سے معلوم ہوا کہ خدا نے ان کی زندگی کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دئے ہیں۔ یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔'' (صفحہ ۲۶۷-۲۶۵)

○ ''ایک دفعہ ایک آریہ ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہوگیا اور آثار نومیدی ظاہر ہوتے جاتے تھے اور اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلا سانپ اُس کو کاٹ گیا وہ ایک دن اپنی زندگی سے نومید ہوکر میرے پاس آکر رویا۔ میں نے اس کے حق میں دعا کی تو جواب آیا۔ قلنا یا نار کونی بردًا و سلامًا یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ بعد اس کے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہوگیا اور اب تک وہ زندہ موجود ہے۔'' (صفحہ ۲۷۷)

○ جن دنوں میں ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ واقع ہوا تھا۔ اس وقت چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو خبر ملی تھی کہ اسی زلزلہ پر حصر نہیں اور بھی زلزلے آئیں گے۔ اس لئے میں مصلحتاً باغ میں معہ عیال و اطفال اور اکثر اپنی جماعت کے لوگوں کے چلا گیا تھا اور وہاں ایک بڑے میدان میں دو خیمے لگا کر ہم بسر کرتے تھے انہیں دنوں میں میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہو گئے تھے کسی وقت تپ مفارقت نہیں کرتا تھا اور کھانسی ساتھ تھی۔ میرے مخلص دوست مولوی حکیم نور دین صاحب علاج کرتے تھے مگر فائدہ محسوس نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ نشست و برخاست سے عاری ہوگئی چارپائی پر بٹھا کر خیمہ میں شام کے وقت عورتیں لے جاتی تھیں اور صبح چارپائی پر باغ میں لے آتی تھیں اور دن بدن جسم لاغر ہوتا جاتا تھا۔ آخر میں نے توجہ سے دعا کی تب الہام ہوا انّ معی ربّی سیھدین یعنی میرا ربّ میرے ساتھ ہے عنقریب وہ مجھے بتلا دے گا کہ مرض کیا ہے

اور علاج کیا ہے۔ اس الہام سے چند منٹ بعد ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ بیماری بباعث حرارتِ جگر ہے اور دل میں ڈالا گیا کہ کتاب شفاء الاسقام کا نسخہ اس کے لئے مفید ہوگا۔ سو وہ نسخہ بنایا گیا اور وہ قرص تھے۔ جب تین یا چار قرص کھائے گئے تو ایک دن صبح کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ عبدالرحمٰن نام ایک شخص ہمارے مکان میں آیا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ بخار ٹوٹ گیا۔ اور یہ عجیب قدرتِ الٰہی ہے کہ ایک طرف یہ خواب دیکھی گئی اور دوسری طرف جب میں نے نبض دیکھی تو بخار کا نام و نشان نہ تھا۔'' (صفحہ ۲۹۰-۲۸۹)

○ میرے ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس اُن کی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کاربنکل یعنی سرطان کی بیماری سے جو ایک مہلک پھوڑا ہوتا ہے بیمار ہیں۔ چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اوّل درجہ کے مخلصین میں سے ہیں۔ اس لئے ان کی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردد ہوا۔ قریباً نو بجے دن کا وقت تھا کہ مَیں غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یک دفعہ غنودگی ہو کر میرا سر نیچے کی طرف جھک گیا اور معاً خدائے عز وجلّ کی طرف سے وحی ہوئی کہ

آثارِ زندگی۔ بعد اس کے ایک اور تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ لیکن پھر ایک اور خط آیا کہ جو اُن کے بھائی صالح محمد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ سیٹھ صاحب کو پہلے اس سے ذیابیطس کی بھی شکایت تھی۔ چونکہ ذیابیطس کا کاربنکل اچھا ہونا قریباً محال ہے اس لئے دوبارہ غم اور فکر نے استیلا کیا اور غم انتہاء تک پہنچ گیا اور یہ غم اس لئے ہوا کہ میں نے سیٹھ عبدالرحمان کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہوں نے عملی طور پر اپنے اخلاص کا اوّل درجہ ثبوت دیا تھا اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگر خانہ کے لئے کئی ہزار روپیہ سے مدد کرتے رہے تھے جس میں بجز خوشنودی خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضا سے ماہواری ایک رقم کثیر ہمارے لنگر خانہ کے لئے بھیجا کرتے تھے اور اس قدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد رکھتے تھے کہ گویا محبت اور اخلاص میں محو تھے اور ان کا حق تھا کہ اُن کے لئے بہت دعا کی جائے۔ آخر دل نے ان کے لئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن میں نہایت توجہ سے دعا میں لگا رہا۔ تب خدا تعالیٰ نے بھی خارق عادت نتیجہ دکھلایا اور ایسی مہلک مرض سے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کو نجات بخشی۔ گویا اُن کو نئے سرے سے زندہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا ورنہ زندگی کی کچھ بھی اُمید نہ تھی۔ اپریشن کے بعد زخم مندمل ہونا شروع ہو گیا اور اس کے قریب ایک نیا پھوڑا نکل آیا تھا جس نے پھر خوف اور تہلکہ میں ڈال دیا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کاربنکل نہیں۔ آخر چند ماہ کے بعد بکلی شفا ہو گئی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہی مُردہ کا زندہ ہونا ہے۔ کاربنکل اور پھر اس کے ساتھ ذیابیطس اور عمر پیرانہ سالی۔ اِس خوفناک صورت کو ڈاکٹر لوگ خوب جانتے ہیں کہ کس قدر اس کا اچھا ہونا غیر ممکن ہے۔ ہمارا خدا بڑا کریم و رحیم ہے اور اس کی صفات میں سے ایک احیاء کی صفت بھی ہے۔'' (صفحہ ۳۹-۲۳۸)

○ ''...... میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہو گئی اور دونوں طرف بُن ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہوا کہ

مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانونِ قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مرگیا تو ہماری تکذیب میں ایک شور قیامت برپا ہو جائے گا اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی ان کا اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں صد ہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزار ہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے۔ غرض اس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کرسکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہوگیا اور بعد دُعا کے عجیب نظارۂ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اُتر گیا اور گلٹیوں کا نام ونشان نہ رہا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ پھرنا۔ چلنا کھیلنا۔ دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔ یہی ہے احیائے موتی......'' (صفحہ ۳۴۲)

○ ''......جب ہم بہار کے موسم میں ۱۹۰۵ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں ان کی بیوی سخت بیمار ہوگئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو منہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اس کی حالت بہت نازک ہوگئی اور آثار نومیدی ظاہر ہوگئے اور میں اس کے لئے دعا کرتا رہا۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب، مولوی محمد علی صاحب ایم اے، مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وہ دوست ہیں جو میرے ساتھ باغ میں تھے۔ دعا کے بعد دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا۔ تو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تو اچھی ہو جائے گی۔'' (صفحہ ۳۷۸-۳۷۹)

○ ''......عبدالکریم نام ولد عبدالرحمن ساکن حیدر آباد دکن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب علم ہے قضاء قدر سے اس کو سگِ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اس کو معالجہ کیلئے کسولی بھیج دیا۔ چند روز تک اس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گذرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہوگئی۔ تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ پیدا ہوگئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائے گا۔ ناچار اس کو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیج دی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اس طرف سے بذریعہ تار جواب

آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کیلئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہوگئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کے لئے دعا کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابل رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مرگیا تو ایک برے رنگ میں اس کی موت شماتت اعداء کا موجب ہوگی۔ تب میرا دل اس کے لئے سخت درد اور بے قراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مردہ زندہ ہو جائے۔ غرض اس کے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آ گئی اور جب وہ توجہ انتہاء تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلط میرے دل پر کرلیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے اور یا وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکلی صحت یاب ہوگیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہوگئی تھی یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کے لئے ڈاکٹر مقرر ہیں انہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا ہے کہ اب کوئی علاج نہیں ہوسکتا۔

اس جگہ اس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب میں نے اس لڑکے کے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں القا کیا کہ فلاں دوا دینی چاہئے چنانچہ میں نے چند دفعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہوگیا یا یوں کہو کہ مردہ زندہ ہوگیا۔ اور جو کسولی کے ڈاکٹروں کی طرف سے ہماری تار کا جواب آیا تھا ہم ذیل میں وہ جواب جو انگریزی میں ہے معہ ترجمہ کے ساتھ لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

To Station
Batala
To Person
Sherali
Kadian

From Station
Kasuli
From Person
Pasteur

Sorry nothing can be done for Abdul Karim

(انگریزی الفاظ اردو میں) ٹو سٹیشن۔ بٹالہ فرام سٹیشن۔ کسولی

ٹو پرسن۔ شیر علی قادیان فرام پرسن۔ پیسٹور

(باقی صفحہ ۳۷ پر)

حقیقت

بہار ہستی میں ہم تو جیسے کھِلا کئے ہیں کھِلا کریں گے
جو مٹنے والے ہیں اس چمن میں مٹا کئے ہیں، مٹا کریں گے

وُہ اَور ہوں گے جو سیلِ دریا میں ڈُوب مَرنے کی ٹھان بیٹھے
ہم ایسی مَوجوں کی کشمکش میں بڑھا کئے ہیں بڑھا کریں گے

ہزار شعلے کرے فراہم، یہ دَہر برق و شرار بن کر
ہمارے اَشکوں سے جو بھی اُلجھے بُجھا کئے ہیں بُجھا کریں گے

ہمیں زمانے میں کیا ڈرائیں گی، خارزاروں کی تیز نوکیں
ہم ایسی راہوں پہ مُسکرا کر چلا کئے ہیں چلا کریں گے

عُدو جو چاہے تو آزمالے، یہ دل پڑا ہے یہ جاں پڑی ہے
کہ ہم فنا کا شکار ہو کر جِیا کئے ہیں جِیا کریں گے

اَزل سے اہلِ جنوں کی باتیں اگرچہ مصلحؔ ہیں بارِ محفل
مگر جو دل میں کھٹک رہی ہے کہا کئے ہیں کہا کریں گے

مولانا مصلحؔ الدین راجیکی

ایک مبارک سفر

''قدرتِ ثانیہ'' کا ظہور اور آسمانی تائیدات

مشاہدات و احساسات

نصراللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

۱۹؍اپریل ۲۰۰۳ء کی اس شفق رنگ عصر نے قومِ احمدؑ کو ایک نڈھال کر دینے والے غم کی خبر دی جس سے بچے بڑے بہتے آنسوؤں سے بلکتے ہوئے باہر آ گئے وہ اُفقِ مغرب کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یہ کیا آسمان ٹوٹ پڑا! وہ جو یتیموں، بے سہاروں اور بیکسوں کی پناہ گاہ تھا۔ وہ جو خوشیوں بھرے گیت کی محفل سجانے والا اور طبقہ نسواں کو ردائے وقار دینے والا تھا۔۔ وہ ہم سے رخصت ہو گیا!...... یہ دلوں کو لرزا دینے والا منظر تھا یہ نقوش انمٹ ہیں جنہوں نے ماضی کے واقعات کو ایک بار پھر لوٹا دیا۔

یہ کیفیت غم کچھ اور بھی دلگداز تھی جب اس دور میں ہمارے مقدس امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پیار بھری صدا آتی رہی اور اپنے وفادار محبتوں کے تارِنفس کو چھیڑتی رہی۔

دیارِ مغرب سے جانے والو! دیارِ مشرق کے باسیوں کو　　کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا
الگ نہیں کوئی ذات میری تمہی تو ہو کائنات میری　　تمہاری یادوں سے ہی مُعَنْوَن، ہے زیست کا انصرام کہنا

مگر اب تو یہ صدا عالمگیر جماعت احمدیہ اہل مشرق ہوں یا اہلِ مغرب سبھی کے لئے الوداعی سلام ثابت ہوا۔

قارئین کرام! عشق تو ہمیشہ ثابت قدم رہا ہے اور حُسن خلافت کا گرویدہ۔ ہمیشہ اس حسن کا طواف کرتا رہا۔ مگر ہجرت کے اس دور میں تو حسرت بھری نگاہیں جسمانی قرب کی منتظر رہیں۔ مگر کچھ توفیق پانے والے قدم بوسی کے لئے پہنچتے رہے جس کا اقرار اس محبوب نے بھی کیا۔

تم چلے آئے میں نے جو آواز دی تم کو مولی نے توفیقِ پرواز دی　　پر کریں، پَر شکستہ وہ کیا جو پڑے رہ گئے، چشمکِ دشمناں کے لئے

عشاق کا کئی وجوہ سے پا بجولاں ہونا قرب ولقاء کی محرومی پر منتج ہوتا رہا کہ آخر وہ وقت پہنچ گیا کہ جب یہ حُسنِ ماہتاب اُن عشاق کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

خوف وغم کا سفر: آغاز سفر سے ہی یہ دلگداز مقدس تحریراتِ حضرت اقدسؑ ہمارے سامنے تھیں کہ:

''خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔'' (رسالہ الوصیت)

پھر خدا تعالیٰ کی سنتِ قدیمہ کے ذکر میں ہے۔

''......وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے...... خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ناکامی اور خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی ٹھٹھے اور طعن وتشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔'' (ایضاً)

خوف وحزن اور صدمات سے چور رہر باوفا کے اس مبارک سفر کا آغاز اس لئے تھا کہ بارامانت ایک **امین** اور امام کے سپرد کرے۔ اس سفر کے تمام ہونے تک کے سب مراحل بلاشبہ معجزانہ تھے۔ پھر مشیت ایزدی کو پورا کرنے کا یہ سفر یقیناً ایک کٹھن مرحلہ تھا۔ ہر کوئی مُھَاجِراً اِلَی اللّٰہِ تھا۔ نہ اپنی خبر نہ اپنے تن بدن کی، نہ اہل وعیال کی۔ فنافی اللہ اور تقویٰ اللہ میں مستغرق وجود کشاں کشاں منزل مقصود کی طرف بڑھ رہے تھے۔

برسبیل تذکرہ جب ہم وطن میں ہی پرواز کر رہے تھے تو ہمارے خیالات میں ایک ہم آہنگی تھی کہ دو دہائیاں قبل کس جنگل کے قانون نے آزادیاں سلب کی تھیں کہ آسمانی بادشاہت کے اس عظیم وجود سیدنا طاہر کو ہجرت اختیار کرنا پڑی۔ اس کیفیت کو کس درد سے آپ نے بیان کیا تھا۔ ؎

حبس کیسا ہے میرے وطن میں جہاں ، پا بہ زنجیر ہیں ساری آزادیاں
ہے فقط ایک رستہ جو آزاد ہے، یورشِ سیلِ اشکِ رواں کے لئے
ایسے طائر بھی ہیں جو کہ خود اپنے ہی آشیانے کے تنکوں میں محصور ہیں
ان کی بگڑی بنا میرے مشکل کشا، چارہ کر کچھ غمِ بیکساں کے لئے

مذکورہ کیفیت تو ابھی وطن میں موجود ہے مگر مقدس امام اور جماعت کی دعائیں رنگ لائیں اور لاتی رہیں گی جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہو گی۔

''اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا اَفَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ۝'' (سورۃ الانبیاء آیت: ۴۵)

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہم (اپنے بندوں کے لئے) زمین کی فراخی عطا کر رہے اور اسے (مخالفت

کے) کناروں سے کاٹ رہے ہیں کیا پھر بھی وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ غالب آجائیں گے''

جہاں تک ہمارے ماحول، بستیوں اور راہگزر پر نظر آنے والے مکینوں کا حال ہے- اس کی کیفیت کا ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں- وہی ''آزادوطن'' کا ''قانون'' ہے جہاں ابھی بھی غربت اور بیکسی سسکیاں لے رہی ہے- طبقاتی منافرت، اور دینی تنگ نظری نے انسانی آزادیوں کو پابہ زنجیر کیا ہوا ہے- جب کہ مذہبی عناد کی ظالمانہ روش نے شرفاءِ وطن کے تقدس کو کچل کر پابندِ سلاسل کیا ہوا ہے-

راحتِ جاں- ہماری منزلِ مقصود: عرب وعجم کے ریگزاروں اور کالے سونے کے سیّال چشموں کی روایتی گھٹن سے نکل کر یورپ کے مرغزاروں کی انسانی آزادی کی مہک رکھنے والی ہوائیں ہماری منزل کا پتہ دے رہی تھیں- اس طرح لحہ بہ لحہ ہم منزل کے قریب ہو رہے تھے کہ اُسی روز سورج کی روشنی میں ہی ہم لندن کے ہیتھرو ائیر پورٹ پر پہنچ چکے تھے- امارات ائیرلائن کی روایتی خوش خلقی نے محبت بھرے انداز میں الوداع کہا تو برطانوی امیگریشن عملہ نے بھی بے چین مسافروں کو جلد انٹری (Entry) دے کر نوازش کی- جونہی آگے بڑھے تو غم زدہ مگر پُر اُمید چہرے، اشکبار مسافروں کے انتظار میں تھے- اُن سے ملاقات اور معمولی حال واحوال کے بعد ہمارے میزبان ہمیں ایک لحظہ گزارے بغیر اپنی گاڑیوں میں یو- کے احمدیہ مرکز WandsWorth کے لئے روانہ ہو گئے اور ہمیں نہایت سرعت اور احتیاط کے ساتھ دفتر امیر صاحب یو- کے- میں پہنچا دیا جہاں ہم سڑکوں پر کھڑے ہزاروں سوگوار باوفاؤں کے درمیان تھے-

مضطرّانہ دعاؤں کے ساتھ قدرتِ ثانیہ کا ظہور: ہمارا یہ خالصتاً للہی سفر تھا جس کا لحہ لحہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایک تڑپ کے ساتھ درد بھری مضطرد عاؤں اور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود شریف میں مصروف گزرا تھا اب (بیت) فضل لندن میں ہمارا رحیم وکریم رب اپنے بندوں کو ''فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ'' کی صدا دے رہا تھا- اتنا لمبا سفر نہ پیاس نہ بھوک اور نہ تھکاوٹ کی کوئی شکایت- اب مزید کئی گھنٹوں کا توقف...... یہ بھی تو اس مقتدر ہستی کا اعجاز ہے کہ جس نے صبرو استقامت سے اہم مصروفیات میں مشیئت باری تعالیٰ کو پورا کرنے کی توفیق بخشی- اب ایک ہی دعا تھی اور ایک ہی تمنا کہ اللہ تعالیٰ عالمگیر جماعت احمدیہ کو رشتہءِ اخوت ومحبت کے موتیوں کی لڑی میں پروئے رکھے اور اتحاد واتفاق اور اطاعت و کا نمونہ پیش کرنے کی توفیق دے- (آمین)

اس موقع پر حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی تحریر بھی ہمارے لئے حرز جان ثابت ہو رہی تھی کہ

> ''وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ جوفرمایا تو اس مقام پر وہ اپنی منوانا چاہتا ہے...... ایسی صورت میں خدا تعالیٰ کی آزمائش ہوتی ہے اس وقت خدا تعالیٰ اپنی شانِ حکومت دکھانا چاہتا ہے- اور اپنی منوانا چاہتا ہے-'' (ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۲۹۷)

ایسے خوف کے حالات کو مبدل بہ امن وسکینت کے لئے اس نے مضطر دعاؤں کی ہدایت فرمائی ہے چنانچہ اس بارہ میں حضرت اقدسؑ نے ''قدرتِ ثانیہ'' کے ظہور کی خوشخبری کے ساتھ دعا کی تحریک فرمائی۔

''...... میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سوتم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا خدا ہے...... '' (رسالہ الوصیت)

فنا فی اللہ مومنوں کا گروہ اس حق الیقین پر قائم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوگا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے مطابق آسمانی بشارت کے ظاہر ہونے کے اسباب پیدا ہورہے تھے کہ

''......تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا...... خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے...... کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا...... '' (رسالہ الوصیت)

حضرت اقدسؑ کی اس مقدس تحریر کے مطابق ''قدرتِ ثانیہ'' کے قیام و دوام کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیامت تک غلبہ پر ممتد قرار دیا گیا ہے۔ جس کا ایک ایمان افروز نظارہ ہمارے سامنے تھا۔

پس قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے لئے آسمانی تائیدات کا ظہور چشم بینا نے دیکھا اور مقدس روحوں نے محسوس کیا۔ چنانچہ ''عباد الرحمٰن کی ''(بیت) فضل'' میں موجود مختصر تعداد نے قرآن کریم کی ہدایات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفا کے اسوہ کے مطابق امورِ مجلس کی تعمیل کی جس سے ''قدرت ثانیہ'' کا ایک بار پھر ظہور ہوا...... ایک اور چاند ظاہر ہوا جس کے نور سے ہر ایک نے قلبی سکینت اور اطمینان پکڑا۔ اللہ کے بندوں نے ایک بارِ امانت، **امین** کے سپرد کیا اور بیعت کے ساتھ عہد وفا باندھا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

اس مجلس انتخاب کے مومن یقیناً فانی فی اللہ وجود تھے جن کے ہاتھ پاؤں زبان کان اور آنکھیں اور تمام جوارح اپنے رب کریم کے تصرف میں کام کر رہے تھے اور انہی مومنوں کی کوکھ سے مسیحا نفس وجود ظہور میں آیا۔

(بیت) فضل کے باہر کھڑے سڑکوں چوراہوں پر دس ہزار سے زائد مرد وزن اور ننھے منے بچوں کے پریشان اور بے چین وجودوں نے جونہی خلافت خامسہ کے انتخاب کا اعلان سنا تو ہر چہرہ خوشی اور مسرت سے تمتما اٹھا اور ہر دل نے اس نوید سے اطمینان اور سکینت سے ایک نئی روح حاصل کی۔ اس طرح خوف کی حالت امن سے بدل گئی۔ ثم الحمد للہ

قدرتِ ثانیہ: بیعتِ خلافتِ خامسہ کا رُوح پرور منظر اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تدفین

کے ظہور اور سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے خلافت خامسہ کے انتخاب پر پہلی بیعت کے بعد عام بیعت کا اعلان ہوا اور ہزاروں باوفا خلافت کی آواز پر انہی قدموں پر بیٹھ گئے۔ بیعت کے بعد دعا ہوئی۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس قبا میں ملبوس، پگڑی پہنے ہوئے (بیتِ) فضل سے باہر نمودار ہوئے تو نورِ خلافت کا حسن لئے وہ کیا دلرُبا وجود تھا۔ اس ماہتاب خلافت نے دلوں کو روشن کر دیا اور آنکھوں کو بینا بنا دیا۔ ۲۲، ۲۳ اپریل ۲۰۰۳ء کی یہ یادگار شب تھی جس کے نقوش ہمیشہ دلوں پر ثبت رہیں گے۔

اور پھر ۲۳ راپریل کے آفتاب کی تابندگی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا جنازہ اسلام آباد ٹلفورڈ لے جایا جا رہا تھا۔ یہ منظر بھی ناقابل فراموش تھا کہ جنازہ پُروقار طریقہ سے ہزاروں سوگواروں کی معیت میں یو۔کے سیکورٹی ہیلی کاپٹر کے زیر سایہ تھا۔ اور گزرگاہ پر صرف یہی قافلہ تھا جو سالار قافلہ کی سربراہی میں منزل پر پہنچا۔ نماز ظہر وعصر کے بعد بیرون ملک سے آئے ہوئے تیس ہزار مرد و زن اور ننھے منے بچوں نے بیعت کی۔ یہ جو درحقیقت ۱۷۴ ممالک کی عالمی بیعت تھی جو ایک عجیب منظر پیش کر رہی تھی کہ شش جہت مقدس کلمات کی گونج تھی۔ اس بیعت کے بعد دعا ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نماز جنازہ امامِ ھُمام الخامس کی امامت میں ادا کی گئی اور تدفین کا مرحلہ آیا جس کا منظر بقول جناب ثاقبؔ زیروی مرحوم کچھ یوں تھا:

جب دن ڈھلا تو درد نصیبوں کا قافلہ کاندھوں پہ آفتاب اُٹھائے ہوئے چلا

تدفین کے بعد اشکوں کی برسات میں دعا ہوئی اور پھر رات گئے تک اہل وفا اپنی اپنی قیام گاہوں کو واپس ہوتے رہے۔ ”کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ O“

(بیت) فضل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی امامت میں پنجگانہ نمازوں اور جمعہ کی تقریبات ملاقاتوں اور بعض شادیوں میں شرکت کے بعد امامِ ھُمام کی اجازت کے ساتھ ۴ رمئی کی صبح کو یو۔کے۔ کی فضاؤں نے ہمیں الوداع کہا واپسی کے اس سفر میں اس ساری کارروائی میں شریک خوش نصیبوں کی رفاقت بھی میرے لئے تسکین جان تھی۔ حضور انور کی آخری (الوداعی) ملاقات میں رُوح پرور ہدایات بھی میرے لئے ایک قیمتی سرمایہ حیات ہیں۔ جن کی خوشگوار یادیں ہمیشہ قائم رہیں گی۔

میرے قلب وروح میں اشراف لندن کا محبت بھرا سلوک، میزبانوں کی مہمان نوازی، شناساؤں کی محبت اور مکرم امیر صاحب یو۔کے۔ اور ان کی انتظامیہ کا تعاون ہمیشہ یاد رہے گا اور ان سب کے لئے تہ دل سے دعا نکلتی رہے گی۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے اظہار تعزیت

آپ کے حسن تربیت نے جماعت احمدیہ کو ذہنی، اخلاقی، علمی اور روحانی ترقیات کی رفعتوں تک پہنچا دیا

احباب جماعت کو علم ہے کہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۱ سالہ کامیاب دور خلافت کے بعد مورخہ ۱۹ر اپریل ۲۰۰۳ء کو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس عظیم قومی سانحہ پر جہاں جماعت احمدیہ کے احباب نے صبر و رضا کا مثالی نمونہ پیش کیا۔ وہاں ادارہ ماہنامہ انصاراللہ کو تعزیتی قراردادیں اور خطوط بھی ارسال کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

○ مجلس انصاراللہ پاکستان ○ مجلس انصاراللہ نواب شاہ ○ مجلس انصاراللہ ضلع راولپنڈی ○ مجلس عاملہ انصاراللہ راولپنڈی ○ مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ ○ مجلس عاملہ انصاراللہ دارالذکر فیصل آباد ○ مجلس عاملہ انصاراللہ وزعماء مجلس انصاراللہ ضلع شیخوپورہ ○ مجلس عاملہ انصاراللہ جوہر ٹاؤن لاہور ○ جماعت احمدیہ لاہور ○ جماعت احمدیہ حیدرآباد (سندھ) ○ مربیان سلسلہ ضلع اسلام آباد ○ اراکین مجلس نابینا ربوہ ○ مکرم شیخ سلیم الدین صاحب دنیاپور ضلع لودھراں ○ مکرم ڈاکٹر فضل دین مجبور خٹک صاحب پشاور ○ مکرم الحاج محمد یعقوب علی صاحب چٹاگانگ بنگلہ دیش ○ مکرم شاہد تسنیم احمد صاحب ڈرگ کالونی کراچی ○ مکرم طاہر احمد زاہد صاحب سمبڑیال (سیالکوٹ)

ایک ضروری تصحیح اور وضاحت: ماہنامہ انصاراللہ کے شمارہ مئی ۲۰۰۳ء میں "حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو شعر" کے عنوان سے محترم پیر معین الدین صاحب کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ اس بارہ میں ایک ضروری وضاحت کی جا رہی ہے کہ یہ اشعار معروف احمدی شاعر محترم عبیداللہ علیم صاحب کے ہیں جو ان کے مجموعہ کلام "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" میں شائع شدہ ہیں۔ آخری دنوں یہ اشعار حضور کے ورد زبان رہا کرتے تھے۔ قارئین گذشتہ شمارہ کے صفحہ ۱۴ پر شائع شدہ عنوان اور پہلے فقرہ کی درستی فرمالیں۔ ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔

مکرم چوہدری مظفر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ کی وفات

مکرم چوہدری مظفر احمد باجوہ صاحب مورخہ ۹رجون ۲۰۰۳ء کی رات بقضائے الٰہی چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں بعمر ۴۷ سال انتقال فرما گئے۔ آپ کی تدفین مورخہ ۱۰رجون کو چونڈہ میں ہوئی۔ آپ حضرت چوہدری محمد علی صاحب پٹواری رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے چوہدری شہباز خاں صاحب کے بیٹے اور ماہنامہ انصاراللہ کے نائب ایڈیٹر مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب (شعبہ تاریخ احمدیت) کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے قانون کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ اور مستقلاً تحصیل کچہری پسرور میں پریکٹس شروع کر دی۔ جہاں بار ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ آپ کی وفات پر وکلاء نے ایک دن کے لئے عدالتی امور سرانجام نہ دینے کا فیصلہ کیا۔ جماعت احمدیہ چونڈہ میں آپ کی خدمات کا آغاز بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ ہوا پھر سیکرٹری وقف جدید بھی رہے۔ ۱۹۹۳ء سے تادم واپسیں صدر جماعت و امیر حلقہ کے عہدہ پر کام کرتے رہے۔ آپ نے اپنے پیچھے بیوہ مکرمہ نصرت مظفر صاحبہ (سابق صدر لجنہ اماء اللہ چونڈہ) کے علاوہ دو بیٹے عزیزم عتیق مظفر صاحب اور عزیزم نوید احمد صاحب یادگار چھوڑے ہیں۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور اہل و عیال اور پسماندگان کو صبر جمیل اور مرحوم کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ اس سانحہ پر ماہنامہ کے نائب مدیر مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ (ادارہ)

بحضور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

بنا محبوب تو رب الوریٰ کا ملا ورثہ تجھے ہے میرزا کا
ہیں کرتے پیش سب نذرانہء دل سبھی نے عہد باندھا ہے وفا کا
لگے ہیں اہلِ گلشن چہچہانے کہ رُخ ہے پھر گیا یکدم ہوا کا
کھِلیں گے اَب تمناؤں کے غنچے ترا ہر سانس ہے جھونکا صبا کا!
مبارک صد مبارک! صد مبارک! تجھے تُحفہ خِلافت کی قِبا کا!
چھٹے ظلمت کے بادل چاند نکلا ذرا آ دیکھ رنگ اجلی فضا کا!
فقیروں کو ہے دیتا بادشاہی ترِے سائے میں ہے سایہ ہُما کا
لگے گی کیوں نہ اپنی پار کشتی خدا حامی ہے جب اِس ناخدا کا
چمن میں زمزموں کا دور ہے پھر گیا موسم اداسی کی فضا کا
اشاروں میں ترے منزل نمائی! نوا میں ہے اَثر بانگِ دَرا کا
نگہباں کیوں نہ ہو تیرا خدا اَب نگہباں تو ہے جب خلقِ خدا کا!

چوں طاہر رفت ایں مُسرُور آمد
بعوض نُور دیگر نُور آمد

عبدالسلام اسلام

تبصرہ کتب

''نشانِ کبیر''

مرسلہ: مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

''نشانِ کبیر'' ڈاکٹر عبدالعزیز اخوند صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ کی خود نوشت سوانح ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو ۱۹۲۵ء میں احمدیت کی قبولیت کی سعادت حاصل ہوئی اس کے نتیجہ میں ان کے اندر ایک نیک تبدیلی کا آغاز ہوا چنانچہ ڈاکٹر صاحب خود لکھتے ہیں۔

''میں بے نماز تھا نمازی بن گیا بداعمال اور بداخلاق اور حرام کھانے والا اب نیک بااخلاق، سچا دیانتدار اور متقی بن گیا۔ علم دین کی پیاس لگ گئی عربی صرف ونحو کے اسباق کا مطالعہ کیا قرآن کا ترجمہ پڑھا۔ صحیح بخاری پڑھی حضرت مسیح موعود کی سب کتابیں براہین احمدیہ سے پیغام صلح تک میں نے مطالعہ کیں''

دعوت الی اللہ کے شوق میں کئی مباحثے کئے کئی مناظرے کرائے اس دوران قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا مشاہدہ کیا عربوں میں مکتوب احمد کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔ کئی کتب اور کئی تراجم شائع کئے اخبار البشریٰ کی ادارت کا اعزاز حاصل ہوا۔ حج کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ ۱۹۲۵ء تا وفات اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد رہے ان فضلوں کو اختصار کے ساتھ اس کتاب میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

قبولیت دعا کے واقعات اور مخالفوں کی تادیب، سچی خوابوں کا سلسلہ، انفاق فی سبیل اللہ اور اس کی برکات، توکل اللہ کے نظارے، خلافت سے غیر متزلزل وابستگی اور اطاعت۔ مرکز کی بار بار زیارت اور آخر کار مرکز میں رہائش اختیار کر لی اور ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کر کے فضل عمر ہسپتال میں خدمت کی توفیق پائی۔ ان کی انہی خدمات کو سہراتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بیلجیم کے شہر انٹورپن میں احمدیہ مشن کا نام دار التبلیغ عزیز رکھا۔

کتاب کے ۲۵۶ صفحات ہیں احمد اکیڈمی حیات مارکیٹ گولبازار ربوہ نے شائع کی ہے۔

معلمین وقفِ جدید کی کلاس

اس سال معلمین وقفِ جدید کی کلاس ستمبر میں شروع ہوگی ایسے احمدی نوجوان جو میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں اور خدمتِ دین کا جذبہ رکھتے ہیں وہ اپنی زندگی بطور معلم وقفِ جدید وقف کریں اور نتیجہ آنے تک اس سلسلہ میں اپنی تیاری کریں۔ قرآن مجید ناظرہ صحتِ تلفظ کے ساتھ۔ نماز ناظرہ باترجمہ۔ عام دینی معلومات اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ جاری رکھیں۔

اپنی درخواست مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ صدر صاحب مقامی کی تصدیق سے ناظم ارشاد وقفِ جدید کے نام ارسال کریں۔ نتیجہ نکلنے پر حاصل کردہ نمبروں سے دفتر کو آگاہ فرمادیں۔ نام، ولدیت، مکمل پتہ، دینی تعلیم۔ (ناظم ارشاد وقفِ جدید)

سبز چائے -- اُلٹے اثر (ALLERGY) کا تدارک

از: مکرم عبدالشکور صاحب گلشنِ راوی لاہور

آنکھوں سے پانی بہنا اور ناک سے بولنا یا ناک سے آواز کا نکلنا یہ علامات الرجی کی ہیں۔ تجربے میں یہ بات دیکھی گئی ہے کہ سبز چائے کے استعمال سے اس میں کمی واقع ہوتی ہے اور سبز چائے کا استعمال کرنے والے ان علامات سے محفوظ رہتے ہیں یا ان علامات میں کمی واقع ہوتی ہے۔ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ سبز چائے میں ایسا جز پایا جاتا ہے جو کہ الرجی کے ردّعمل اور اس کے بعد شروع ہونے والی علامات کو روکنے میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔

لیبارٹری کے تجربات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ جز وانسانی جسم میں الرجی کے محرّکات اور اس میں مدد دینے والے اجزاء histamin اور immunoglobulin E (lg E) کو روکنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ تحقیق دانوں کا خیال ہے کہ مرکّب methylated epigallocatechin gallate (EGCG) بھی انسانی جسم میں ایسا ہی کردار ادا کرتا ہے۔

Hirofumi Tachibana جو کہ Kyushu University, Fukuoka, Japan میں ایسوسئیٹ پروفیسر ہیں کے مطابق الرجی کی روک تھام میں سبز چائے کا ایک اہم کردار ہوسکتا ہے۔ اس لئے جن اصحاب کو الرجی ہو وہ سبز چائے کے استعمال پر سنجیدگی سے غور کریں۔ یہ باتیں American Chemical Society کے ۱۹ر ستمبر ۲۰۰۲ء کے شمارہ میں درج ہیں۔

یہ بات پہلے سے علم میں ہے کہ سبز چائے میں بعض ایسے اجزاء موجود ہیں جو کہ الرجی کی نفی کرنے میں مددگار ہوتے ہیں لیکن تحقیق دانوں کا خیال ہے کہ اب تک کے معلوم اجزاء میں سے methylated EGCG سب سے زیادہ اثر انگیز جز ہے۔ EGCG ایک ایسا antioxidant ہے جو سبز چائے میں سب سے زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے کیونکہ سبز چائے کو کالی چائے کے مقابلہ میں بہت کم عملوں (process) سے گزرنا پڑتا ہے۔

تحقیق کار ابھی اس نتیجہ پر نہیں پہنچے ہیں کہ افاقہ کے لئے کسی آدمی کو کتنی مقدار میں سبز چائے کا استعمال کرنا ہوگا اور کس قسم کی سبز چائے زیادہ مفید ہوگی۔ ان کا خیال ہے کہ انسان نزلہ زکام اور آنکھوں سے پانی بہنے جو کہ الرجی کے نتیجہ میں ہوتی ہے کے علاج کے لیے سالہا سال سے سبز چائے کا استعمال کرتا آیا ہے۔ حالانکہ یہ ابھی تک ثابت نہیں ہوسکا ہے کہ اس میں رفع مرض کی خصوصیت ہے بھی یا نہیں۔

ایک جائزہ کے مطابق پانی کے بعد دنیا میں سبز چائے کا استعمال سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ سابقہ تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اس مشروب کے استعمال سے کینسر، دل کی بیماریوں اور گنٹھیا کے مرض میں بھی افاقہ ہوتا ہے۔

احباب کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ ایسے امراض میں سبز چائے کے استعمال کے بارے میں اپنے معالج سے ضرور مشورہ کریں۔

سنگاپور- ایک صاف ستھرا جزیرہ

از: مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری

جون ۱۹۹۸ء میں خاکسار کو امریکہ جاتے اور وہاں سے واپسی پر سنگاپور میں چند ایام گزارنے کا موقع ملا میری ہمسفر میری اہلیہ محترمہ اور ایک بیٹی بھی تھیں اس جزیرہ کو کیسا پایا اور وہاں کی جماعت احمدیہ کے ممبران میں اخلاص، محبت اور احمدیت سے وابستگی کیسی مشاہدہ کی- اس حوالہ سے سنگاپور کی یادوں کا مختصر ذکر کرنا مقصود ہے-

روئیداد سفر: خاکسار ۱۲ر جون ۱۹۹۸ء کو سنگاپور ایئر لائن کے ذریعہ امریکہ کے لئے روانہ ہوا تو سنگاپور میں جماعت کو اطلاع جا چکی تھی جونہی ہم ایئر پورٹ سے باہر آئے تو مکرم عبدالعظیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مکرم شمشیر علی صاحب مربی سلسلہ جو انڈونیشین ہیں اور بعض اور دوست اور لجنہ اماء اللہ کی نمائندگان ایئر پورٹ پر موجود تھیں جنہوں نے نہایت محبت سے ہمارا استقبال کیا ان کے ہمراہ ہم احمدیہ مشن ہاؤس گئے چونکہ ۵ بجے شام اسی روز ہم نے آگے امریکہ کے لئے روانہ ہونا تھا لہٰذا وہاں قیام صرف چند گھنٹے تھا اس دوران جماعت نے اجتماعی کھانے کا انتظام کر رکھا تھا سب میں شرکت کی مستورات کا الگ انتظام تھا-

جماعت احمدیہ میں جو رشتہ اخوت و محبت خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے اس کا مظاہرہ احباب جماعت سنگاپور کی طرف سے ہو رہا تھا احمدی خواتین نے خاکسار سے بعض جماعتی اور معاشرتی سوالات کئے جن کے مناسب رنگ میں جوابات دیئے گئے اس تقریب کے بعد مکرم شمشیر علی صاحب کے ہمراہ شہر کے بعض اہم مقامات کی سیر کے لئے گئے ان میں ایک (بیت الذکر) سلطان بھی تھی جس میں سے مکرم غلام حسین صاحب ایاز کو زدوکوب کر کے بے بسی کی حالت میں باہر پھینک دیا گیا تھا- نماز ظہر و عصر ادا کی اور ایئر پورٹ پر ۳ بجے اگلے سفر کے لئے احباب نے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا- ہم ۵ بجے شام سنگاپور سے روانہ ہوئے قریباً ساڑھے تین گھنٹے کی پرواز کے بعد ہانگ کانگ پہنچے اور ایک گھنٹہ انتظار کے بعد اگلی منزل سان فرانسسکو روانہ ہوئے- چنانچہ ساڑھے تیرہ گھنٹے مسلسل بحرالکاہل پر پرواز کرتے ہوئے اسی شام ۷ بجے سان فرانسسکو پہنچ گئے یہ یاد رہے کہ سان فرانسسکو اور سنگاپور کے ٹائم میں ۱۵ گھنٹے کا فرق ہے یعنی سنگاپور کا ٹائم سان فرانسسکو سے ۱۵ گھنٹے آگے ہے اس لئے جہاز ۱۳ جون کی شام ۵ بجے سنگاپور سے روانہ ہوا اور ۱۳ کی ہی شام کو دو بجے سان فرانسسکو پہنچ گیا- جہاں عزیزم محمد نصیر کی فیملی اور عزیزم محمد ظہیر اور محمد ناصر موجود تھے-

انہی دنوں یو ایس اے کا پچاسواں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا تھا اس جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے جماعت احمدیہ امریکہ نے سبھی ممالک سے اپنے نمائندگان بھجوانے کے لئے اپنے دعوت نامے بھجوائے تھے جن میں پاکستان بھی شامل تھا چنانچہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تحریک جدید کی طرف سے پاکستان کا نمائندہ منظور فرمایا- مورخہ ۲۳ جون کو سان

فرانسسکو سے روانہ ہوئے اور ایک رات شکاگو میں گزارنے کے بعد ۲۵ جون کی شام بالٹی مور پہنچ گئے پھر ۳ یوم جلسہ سالانہ میں شرکت اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے بعد ۳۰ جون کو واپس سان پہنچ گئے۔

۱۳ ستمبر ۱۹۹۸ء کو ہماری امریکہ سے واپسی تھی مکرم عبد العظیم صاحب پریذیڈنٹ سنگاپور کو اطلاع کر دی گئی تھی چنانچہ وہ بمع ممبران جماعت ائیرپورٹ پر موجود ان کے ہمراہ مشن ہاؤس گئے تین یوم تک سنگاپور میں قیام کیا جہاں جماعت کے احباب سے ملاقات کا موقع ملا۔ مکرم مغفور احمد صاحب اور احمد صاحب شامل ہیں اپنے گھروں پر مدعو کیا۔ جزاھما اللہ

سنگاپور: مکرم شمشیر صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ اس خوبصورت جزیرہ کی سیر کی جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سنگاپور ملائشیا کے جنوب میں واقع ہے اور قریباً ساڑھے چھ ہزار مربع میل پر مشتمل ایک جزیرہ ہے جس کی آبادی تین ملین کے قریب ہے جس میں ۷۵ فیصدی چینی ہیں باقی ملائی، ہندوستانی، پاکستانی اور یورپین وغیرہ ہیں۔

اس جزیرہ میں ۱۸۱۹ء میں برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایجنٹ Sir Stam Ford Rafbes نے تجارتی اڈہ قائم کیا پھر ۱۹۲۴ء میں سلطان جوہو نے یہ جزیرہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کر دیا اور ۱۹۲۶ء میں یہ مستقل طور پر برطانوی سلطنت میں شامل کر لیا گیا گو جنگ عظیم دوم کے دوران ۱۹۴۲ء میں اس پر جاپان کا قبضہ ہو گیا۔ ۱۹۴۵ء میں پھر برٹش نے اس پر دوبارہ قبضہ کر لیا حتی کہ ۱۹۶۵ء میں ایک آزاد جمہوریہ بن گیا جس کا سربراہ وزیر اعظم ہے۔

مذاہب کے لحاظ سے یہاں چینی لوگوں کی اکثریت ہے اور وہ کنفیوشش اور تاؤ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں پھر ملائی لوگ ہیں جو سب کے سب مسلمان ہیں اور ان کا شافعی مسلک سے تعلق ہے۔ پاکستانی بھی ہیں ہندوستان سے ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ عیسائی بھی تھوڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

زبان ملائی، انگریزی اور چینی اور تامل سرکاری زبانیں ہیں۔ سنگاپور ایک قدرتی بندرگاہ ہے یہ دنیا کی چوتھی بڑی بندرگاہ ہے یہاں کا ہوائی اڈہ دنیا کے مصروف ترین ہوائی اڈوں میں شمار ہوتا ہے ہر تین منٹ بعد جہاز اترتا اور چڑھتا ہے۔ اکثر لوگوں کا پیشہ تجارت وصنعت ہے خصوصاً الیکٹرونک سامان تیار ہوتا ہے اس لحاظ سے یہ ایک عظیم ترین تجارتی منڈی ہے چینی لوگ تجارت پر چھائے ہوئے ہیں اور یہاں کے لوگ عموماً خوشحال اور متمول ہیں بے کار کوئی نہیں۔ سنگاپور ایک نہایت ہی صاف ستھرا شہر ہے صفائی یورپ کو بھی مات کرتی ہے۔ چھوٹا جزیرہ ہونے کی وجہ سے ۷۵ فیصدی لوگ فلیٹس (Flats) میں رہائش رکھتے ہیں جو بیس بیس منزلوں کے ہوتے ہیں اور حکومت انہیں تیار کرتی ہے پھر لوگوں کے پاس فروخت کرتی ہے۔ اپنا ذاتی مکان وہاں بنانا کافی مشکل ہوتا ہے اول تو جگہ کا مسئلہ ہے پھر اس کی تعمیر پر کافی خرچ ہوتا ہے لہذا لوگ زیادہ تر فلیٹس کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ گھروں کی صفائی کا یہ حال ہے کہ آپ کسی گھر میں جوتی کے ساتھ داخل نہیں ہو سکتے جوتی آپ کو باہر دروازہ پر ہی اتارنی ہوگی اندر یا تو ننگے پاؤں جائیں یا پھر وہاں اندر کے لئے سلیپر وغیرہ ہوتے ہیں وہ پہن لیں اس سے گھر کے اندر کسی قسم کا گند نہیں ہوتا۔

مذہبی آزادی: سنگاپور میں مکمل طور پر مذہبی آزادی ہے یعنی کسی مذہب کو یا فرقہ کو دوسرے کے خلاف پبلک میں کچھ کہنے کی اجازت نہیں اگر کوئی ایسا کرتا پایا جائے تو فوراً حکومت اس کے خلاف کارروائی کرتی ہے اور اگر کوئی غیر ملکی ایسا کرتا ہے تو اسے ڈیپورٹ (Deport) کر دیا جاتا ہے اس لئے وہاں کسی مشنری کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی نہ عیسائی نہ مسلمان نہ ہی کسی اور مذہب سے تعلق رکھنے والے کو۔ سٹی جانے کے لئے جہاں حکومت کے آفس ہیں وہاں کار لے جانے کے لئے خاص پرمٹ لینا پڑتا ہے تاکہ وہاں رش نہ ہونے پائے۔

تاریخ احمدیت سنگاپور: ۱۹۳۵ء میں محترم مولانا غلام حسین صاحب کے ذریعہ سنگاپور مشن عمل میں آیا آپ کو ابتداء میں نہایت ہی نامساعد حالات میں سے گزرنا پڑا مرکز سے آپ کو صرف چھ ماہ کا خرچ دیا گیا اس کے بعد آپ خود کاروبار کر کے گزارہ کرتے رہے اور دعوت الی اللہ جاری رکھی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی کوششوں میں برکت ڈالی اور سعید روحیں آہستہ آہستہ احمدیت کی آغوش میں آنے لگیں جن میں سرفہرست ایک ملائی دوست مکرم حاجی جعفر دین تھے آپ کو احمدیت قبول کرنے کے بعد سخت مخالفت کا سامنا ہوا مگر آپ نے کامل بہادری اور جرأت کے ساتھ سب حالات کا مقابلہ کیا پھر ان میں مکرم عبد الحمید سالکین صاحب اور مکرم حسن علاء الدین صاحب مکرم محمد علی صاحب ابن حاجی محمد اور مصطفیٰ بن حاجی صاحب بھی شامل ہوئے۔

۱۹۳۹ء میں احمدیت کے ایک شدید مخالف عبد العلیم صدیقی میرٹھی سنگاپور گئے اس سے قبل بھی وہ ایک دفعہ وہاں جا چکے تھے اور احمدیت کے خلاف زہر اگل چکے تھے اس دفعہ انہوں نے وہاں کی ایک مسجد سلطان میں لیکچر دیا جس میں مکرم مولانا غلام حسین صاحب ایاز بھی شامل ہوئے انہوں نے دوران تقریر کہا کہ احمدیوں کا قرآن مختلف ہے اس پر مکرم مولوی غلام حسین صاحب ایاز نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے پاس قرآن مجید موجود ہے میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس میں ایک آیت بھی قرآن سے مختلف دکھا دیں تو میں جو سزا چاہیں لینے کے لئے تیار ہوں اس پر اس مولوی نے لوگوں کو مکرم مولوی صاحب کے خلاف اشتعال دلایا اور آپ کو واجب القتل قرار دیا چنانچہ لوگوں نے آپ کو خوب زدوکوب کیا اور گھسیٹا اور آپ کو کھڑکی سے باہر پھینک دیا جس سے آپ کو سخت چوٹیں آئیں اور آپ بے ہوش ہو گئے آپ کے ساتھ مکرم محمد علی صاحب بھی تھے انہوں نے پولیس کو اطلاع کی قریباً آدھ گھنٹہ بعد پولیس آئی اور آپ کو ہسپتال لے جایا گیا کافی دیر بعد آپ کو ہوش آیا پھر ایک بار آپ کو چلتی بس سے دھکا دے کر گرا دیا گیا بہرحال ان سب حالات میں آپ نے اپنی دعوت الی اللہ کی مساعی کو جاری رکھا اور مخالفین کا بڑی جرأت اور بہادری سے مقابلہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ ۱۹۴۷ء میں ایک قطعہ زمین خرید لیا جو دو کشادہ سڑکوں کے وسط میں تھا اس کا رقبہ ۱۹۱۳۷ مربع فٹ تھا اس پر ایک مکان بھی لکڑی کا موجود تھا جو ۱۹۸۳ء تک بطور بیت الذکر اور مشن ہاؤس استعمال ہوتا رہا۔

جب ۱۹۸۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سنگاپور تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں اس جگہ پر

بیت الذکر اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا جو اب خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو چکا ہے یہ دو منزلہ عمارت ہے جس کے اوپر کے حصہ میں شاندار اور خوبصورت بیت الذکر ہے اور نچلے حصہ میں دفاتر، لائبریری، لجنہ اماء اللہ کا دفتر اور ہال ہے نیز مہمانوں کے قیام کے لئے بھی جگہ موجود ہے بیت الذکر کے باہر سفید رنگ کا گنبد ہے اس بیت الذکر کا نام حضور نے ''طٰہٰ'' رکھا۔

اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں قریباً اڑھائی صد افراد پر مشتمل ایک مخلص جماعت قائم ہے۔ مولانا غلام حسین صاحب ایاز جب ۱۹۵۶ء میں دوبارہ وہاں تشریف لے گئے تو کچھ عرصہ بعد آپ کو برٹش نارتھ بورنیو (سبا) میں متعین کیا گیا وہاں آپ ۱۷ اور ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۹ء کی درمیانی شب وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو بورنیو جزیرہ لابوان میں دفن کیا گیا۔

مکرم مولانا غلام حسین صاحب ایاز کے علاوہ سنگاپور میں مکرم محمد سعید صاحب انصاری، مکرم مولوی امام الدین صاحب، مکرم میاں عبدالحیٔ صاحب، مکرم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری، مکرم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری، مکرم مولوی محمد عثمان صاحب چینی اور مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب کو بھی کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سنگاپور میں یہ عجیب بات ہے کہ وہاں Settlite کے ذریعہ کوئی پروگرام سننے کی اجازت نہیں سوائے حکومت کے بعض ادارہ جات کے۔ اس لئے وہاں عام ڈش نظر نہیں آتی ہمارے احمدی بھی MTA کے پروگرام سننے سے محروم ہیں اور وہ انڈونیشیا سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کی کیسٹ منگوا کر سنتے ہیں۔

سنگاپور میں سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ بہت خوبصورت سیر گاہیں اور پارکس ہیں شام کو لوگ سمندر کنارے جا کر سمندر کی خوشگوار ہوا سے لطف اندوز ہوتے ہیں محترم پریذیڈنٹ صاحب اور مربی شمشیر صاحب کے ہمراہ ہم بھی وہاں گئے سامنے انڈونیشیا کے جزائر نظر آتے ہیں بتایا گیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بعض جزائر میں سنگاپور جماعت کی کوششوں سے جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور ایک جزیرہ کی اکثریت احمدیت کی آغوش میں آ چکی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ایک پہاڑی Mount Fiber کے نام سے موسوم ہے اس کے اوپر سیاحوں اور زائرین کے لئے بہت ہی خوبصورت اور قابل دید سیر گاہ اور شاپنگ سنٹر ہے جس کی وجہ سے سیاحوں کا بسوں اور پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کے ذریعہ تانتا بندھا رہتا ہے اس پہاڑی سے سنگاپور اور اس کے گرد جزائر کا پوری طرح نظارہ کیا جا سکتا ہے اور ہر طرف سرسبز و شاداب نظارے آنکھوں کو خیرہ کر دیتے ہیں۔

مکرم شمشیر علی صاحب ہمیں ملائشیا کی باڈر پر بھی لے گئے جس کو ایک پل کے ذریعہ سنگاپور سے ملایا گیا ہے وہاں کھڑے ہو کر ملائشیا کا نظارہ کیا دوسری طرف ملائشیا کا شہر جوہوا ہے مکرم شمشیر علی صاحب کو بھی جو انڈونیشین ہیں سنگاپور آنے کے لئے ویزہ کی ضرورت ہوتی تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں نے احمدیت کیسے قبول کی

از: مکرم چوہدری عبدالستار صاحب - اوکاڑہ

میرے والد چوہدری عبدالعزیز صاحب میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے وفات پا چکے تھے - میں ابھی چھوٹی عمر کا تھا اور پانچویں جماعت کا طالب علم تھا - موسم سرما میں جمعہ کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے کہ ہمارے خطیب اور ایک اور شخص (جو کہیں باہر سے ابھی آئے ہی تھے) کی کسی مسئلہ پر بحث چل پڑی - کچھ بزرگ اور کچھ ہم چھوٹے بچے ان کے پاس بیٹھ گئے - باہر سے آنے والے شخص کے پاس قران پاک کا ایک نسخہ تھا جس میں کئی جگہوں پر حوالہ جات رکھے ہوئے تھے - کافی دیر ان کی بحث چلتی رہی میں چھوٹا تھا ان کی بحث میری سمجھ میں نہ آئی - آنے والے صاحب کسی مسئلہ پر حوالہ پیش کر رہے تھے مگر ہمارے خطیب معقول جواب دینے کی بجائے اسے دھمکیاں ہی دئے جا رہے تھے کہ خبردار جو تو آئندہ ہماری مسجد میں دوبارہ آیا تیری ٹانگیں توڑ دی جائیں گی - تجھے جرأت کیسے ہوئی یہاں آنے کی یہ کردوں گا وہ کردوں گا - خیر ان کو بحث کرتے ہوئے چھوڑ کر میرے ایک بزرگ باہر چلے آئے - گنے بیلنے کا موسم تھا گنے کے کھیت میں گنے چھیلے جا رہے تھے کہ ہمارے خطیب جو ایک زمیندار ہی تھے - وہاں آئے اور کہنے لگے میں نے اسے بھگا دیا ہے اور اسے کہا ہے کہ خبردار جو آئندہ ہماری مسجد میں آئے ٹانگیں توڑ دوں گا - میں گو چھوٹی عمر کا تھا مگر یہ جان گیا کہ یہ آدمی جھوٹا ہے - باہر سے آنے والا بات بات پر قرآن پاک سے حوالہ جات پیش کر رہا تھا اسے کوئی جواب نہ آتا تھا مگر دھمکی میں شیر تھا - آخر میں اس نے کہا کہ یہ مرزائی تھا - اس وقت مجھے کیا پتہ تھا کہ مرزائی کسے کہتے ہیں -

میٹرک کرنے اور سینٹری انسپکٹر کلاس کا کورس کرنے کے بعد ۱۹۵۷ء میں خاکسار ایک آسامی کے انٹرویو کے لئے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر منٹگمری (ساہیوال) کے دفتر گیا - میں ایک ہی اُمیدوار تھا - میٹرک میں میرے نمبر ۸۵۰/۶۴۰ تھے اپنے سکول میں فرسٹ آیا تھا - ڈپلوما میرے پاس تھا - اس لئے Select ہوا - .D.H.O صاحب ڈاکٹر میجر عبدالحق صاحب تھے - انہوں نے میرے کاغذات تقرری منظوری کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیئرمین کے پاس ایک سیکنڈ کلرک کے ہاتھ جو اپنے آپ کو مولوی ..... کہلاتے تھے بھیجے مجھے ان کے ساتھ جانے کو کہا - راستے میں اس مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ .D.H.O مرزائی ہے - آپ سے پہلے اس نے ایک مرزائی لڑکے کو رکھ لیا تھا - چیئرمین صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ کو جب پتہ چلا تو انہوں نے اس کی تقرری کی منظوری نہ دی اب آپ اس کی جگہ تعینات ہو رہے ہیں - (میں کہا کرتا ہوں کہ یہ آسامی احمدی کے لئے ہی تھی جو میں خود ۱۹۶۴ء میں احمدی ہو گیا -)

خیر میری تقرری بطور انسپکٹر ویکسی نیشن اینڈ رورل سینی ٹیشن حلقہ تھانہ صدر منٹگمری (ساہیوال) میں ہو گئی - عموماً مجھے دفتر میں رکھا جاتا تھا چونکہ میں ہیڈ کوارٹر میں تھا میرے دوسرے ہم منصب ہر ماہ دفتر میں آتے رہتے تھے - میری ان سے

میل ملاقات ہوتی رہتی تھی- میرے ان ملنے والوں میں ایک چوہدری غلام قادر صاحب تھے جو حویلی لکھا سے آتے تھے- ایک دفعہ میں نے ان سے کہا کہ سنا ہے کہ حویلی لکھا میں موڑھے بڑے اچھے بنتے ہیں آپ چونکہ وہاں رہتے ہیں اس لئے مجھ سے رقم لے جائیں اور آئندہ آمد پر دو موڑھے بڑے سائز کے لیتے آئیں انہوں نے کہا کہ میں پہلے تو رقم نہیں لیتا- آئندہ آتے وقت موڑھے لیتا آؤں گا اور اُس وقت ہی قیمت لوں گا اس وقت مجھے صحیح قیمت کا پتہ نہیں- چنانچہ وہ اگلی دفعہ آتے ہوئے موڑھے لیتے آئے- میں نے پوچھا کہ کتنے پیسے دوں- انہوں نے کہا کہ صرف پانچ روپے ان کی قیمت ہے مگر میں نہیں لوں گا- آپ میری طرف سے تحفہ قبول کریں- خاکسار نے بڑا اتکرار کیا مگر انہوں نے بالکل رقم نہ لی- خیر اس سے میرے دل میں ان کے لئے احترام کے جذبات پیدا ہوئے- ایک ملاقات پر خاکسار کو مشورہ دیا کہ حویلی لکھا کمیٹی نے کمشنر صاحب ملتان کی خدمت میں درخواست کی ہے کہ حویلی لکھا کی اب آبادی بہت بڑھ گئی ہے اس لئے بلدیہ میں ایک سینٹری انسپکٹر کی آسامی منظور فرمائی جاوے- چنانچہ اکتوبر ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ یہ آسامی منظور ہوگئی- بلدیہ نے آسامی کے لئے اخبار میں اشتہار دیا- خاکسار نے بھی اس آسامی کے لئے درخواست گزاری- انٹرویو کے لئے ۱۲ یا ۱۳ اُمیدوار آئے- انٹرویوز ہوئے پہلے نمبر پر آنے والے صاحب بیروت میں ملازمت کر چکے تھے اور انہوں نے کمیٹی کے مہیا کردہ تنخواہ کے سکیل کو منظور نہ کیا- دوسرے نمبر پر خاکسار آیا میرے نمبر ۸۵۰/۶۴۰ تھے اور ملازمت میں میرا تجربہ بھی تھا اس لئے خاکسار کی تقرری بلدیہ حویلی لکھا بطور سینٹری انسپکٹر ہوگئی- میں ۱۶/اکتوبر ۱۹۶۰ء کو (اس سے قبل پہلی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا تھا) حویلی لکھا میں ڈیوٹی پر حاضر ہوگیا- یہاں آنے سے قبل میری شادی ہو چکی تھی- حویلی لکھا آنے پر میں نے بلدیہ کے ایک سکول کے چوبارہ میں رہائش رکھی جو گلی کے آخر میں تھا- اتفاق سے میرے دوست چوہدری غلام قادر صاحب بھی اسی گلی میں رہتے تھے اور آتے جاتے ان سے ملاقات رہتی تھی-

یہاں آکر مجھے پتہ چلا کہ چوہدری صاحب کا جماعت احمدیہ سے تعلق ہے- میرا اُٹھنا بیٹھنا تو ان کے ساتھ ضرور تھا مگر انہوں نے کبھی میرے ساتھ احمدیت کے بارے میں کوئی بات نہ کی تھی- وہ جماعت کے سیکرٹری مال تھے ان کے مکان پر جماعت کے افراد جمعہ پڑھتے تھے- ایک دفعہ چوہدری صاحب اور خاکسار ان کی بیٹھک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میری نظر ایک نئی کتاب پر پڑی- ہاتھ میں لی تو اس کا نام پڑھا ''مذہب کے نام پر خون'' میں نے چوہدری صاحب سے کتاب پڑھنے کے لئے گھر لے جانے کی اجازت چاہی انہوں نے بڑی خوشی سے کتاب میرے ہاتھ میں تھما دی- کتاب میں نے نہایت دلچسپی سے پڑھی آٹھ دس دن کے بعد کتاب ان کو جا کر واپس کی تو پوچھا جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا کیا طریق کار ہے انہوں نے کہا ابھی نہیں مکمل طور پر اطمینان حاصل کر لیں- میں بضد تھا کہ اگر کوئی فارم وغیرہ ہوتا ہے تو دیا جائے- چنانچہ میرا بیعت فارم پُر کیا گیا- میری بیعت دسمبر ۱۹۶۴ء میں خلافت ثانیہ میں منظور ہوئی- (الحمدللہ)

بیعت کے بعد کیا بیتی: خاکسار کو بلدیہ کا ملازم ہونے کی وجہ سے قصبہ کا بچہ بچہ جانتا تھا قصبہ کی صفائی بہتر اور معیاری بنانے میں میرا اہم کردار تھا- احمدیت قبول کرنے سے پہلے وہاں میرے کئی دوست تھے مگر جمعہ کی نماز پر باقاعدگی سے جانے

لگا جو ایک احمدی دوست کے مکان پر ہوتی تھی- تو ملنے والے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے بظاہر تو اچھی طرح ملتے تھے مگر میں محسوس کرتا تھا کہ وہ خوش نہ ہیں- دوسری طرف خاکسار نے جماعتی کاموں میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی (چنانچہ سیکرٹری مال کے طور پر خاکسار ۶۷-۱۹۶۶ء سے اب تک کام کر رہا ہے) ۱۹۷۰ء کے لگ بھگ چوہدری محمد نواز صاحب سابق امیر ضلع اوکاڑہ للیانی ضلع قصور سے ترک سکونت کر کے یہاں تشریف لے آئے- انہوں نے یہاں میڈیکل پریکٹس شروع کی تو ان کا کام خدا کے فضل و کرم سے بہت چل نکلا وہ کئی سالوں تک امیر ضلع اوکاڑہ رہے ہیں- ان کے احمدی ہونے کا پتہ چلنے پر احراری اور اہل حدیث کا ایک طبقہ ان کا مخالف ہو گیا- خاکسار کے گھر والے بھی ۱۹۶۹ء میں احمدیت میں شامل ہو گئے- میاں جہانگیر خاں وٹو صاحب ایک معروف احمدی زمیندار تھے جو قصبہ کے ایک نزدیکی گاؤں کے رہنے والے تھے ہم سب کا اچھا خاصہ باہمی رابطہ رہتا تھا-

فسادات ۱۹۷۴ء کے شاید دوسرے ہی دن مولوی صاحبان کی انگیخت پر قصبہ میں ایک جلوس نکالا گیا ایک مخصوص گروہ کی شہ پر چوہدری صاحب کی ڈسپنسری کو جو اُن کے ذاتی مکان میں تھی سخت توڑ پھوڑ کی ہر چیز تباہ و برباد کر دی- چوہدری صاحب- گھر کی چھت کے ذریعے اپنے آپ اور اہل خانہ کو گھر سے باہر محفوظ جگہ پر لے گئے- مجھے کوئی پتہ نہ تھا کہ یہ سب کچھ میرے دوست کے ساتھ ہو چکا ہے- خاکسار اپنے دفتر میں تھا جو بلدیہ کے مین دفتر کے نزدیک میونسپل لائبریری کی عمارت میں تھا- ایک بڑا مجمع نعرے لگاتا ہوا آیا وہاں سے انہیں پتہ چلا کہ میں اپنے دفتر میں ہوں مخبر نے مجمع کو بتایا کہ کافر تو اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا ہے چنانچہ سارا مجمع وہاں اُلٹ پڑا- مجھے ان کے بدارادوں کا کوئی پتہ نہ تھا اور مجھے ایسی توقع بھی نہ تھی کہ وہ مجھ پر ٹوٹ پڑے گا- میں نے اپنے دفتر کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے Peon کو باہر بٹھا دیا انہوں نے آ کر پہلے دروازے کے شیشے وغیرہ توڑے پھر دروازہ کھولنے کے لئے شور مچا دیا میں نے دروازہ نہ کھولا تو وہ توڑ کر اندر آ گئے مجھے مارنا شروع کر دیا اور گھسیٹ کر باہر برآمدے میں لے آئے اور جس کے ہاتھ میں جو کچھ تھا اُس سے مارنا ثواب سمجھا- مجھے اُدھ موا کر کے چلے گئے میری پینٹ اور تمام کپڑے پھاڑ دئے میرے سر اور جسم پر بہت سارے زخم تھے- کئی زخموں سے خون بہہ رہا تھا- جوانی کی عمر تھی سخت جان تھا اللہ کا فضل ہی تھا جو زندہ بچ گیا- جب کہ میری داہنی پسلی چوٹ کی وجہ سے اب تک مجھے ننگی چارپائی پر سونے نہیں دیتی-

چوہدری صاحب تو اپنے عزیزوں کے ہاں ایک نزدیکی گاؤں میں شفٹ ہو گئے مگر ہم کہیں نہ جا سکے کیونکہ اگلے ہی دن میری بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا تھا- انتظامیہ تو یہ چاہتی تھی کہ ہم فوری قصبہ سے باہر شفٹ ہو جائیں تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری- پھر بھی چند دن بعد ان کے مجبور کرنے پر مجھے معہ فیملی حویلی لکھا سے شفٹ ہونا پڑا یہ میرا ذاتی مکان تھا- خاکسار کے اہل و عیال اپنے عزیزوں کے ہاں چیچہ وطنی چلے گئے- میں چند دن میاں جہانگیر خاں وٹو صاحب کے ہاں رہا جہاں مجھے زبردستی سرکاری حفاظت میں پہنچا دیا گیا تھا- ایک ہفتہ بعد میرے دوست چوہدری غلام قادر صاحب آئے (جو ان دنوں قصبہ سے عارضی طور پر باہر رہتے تھے) وہ مجھے اوکاڑہ میں امیر صاحب ضلع اوکاڑہ کی تحویل میں دے آئے- جہاں

میرا قیام بیت الذکر شہر میں تھا۔ مکرم امیر صاحب مرحوم نے میری بڑی دلجوئی فرمائی۔ بیت الذکر میں مکرم مربی صاحب میرے پڑوسی تھے وہ بہت شفقت کا سلوک فرماتے رہے اللہ تعالیٰ ان ہر دو کو جزاء عطا فرمائے۔ احباب جماعت اوکاڑہ شہر نے بھی نہایت محبت اور شفقت کا سلوک فرمایا دوران قیام اوکاڑہ خاکسار ربوہ جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے خاکسار کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ قومی اسمبلی کے ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے بعد خاکسار مع اہل وعیال حویلی لکھا واپس چلا گیا اور ڈیوٹی Join کر لی۔

حویلی لکھا جانے کے بعد کا ایک عجیب واقعہ: اوکاڑہ بیت الحمد میں رہنے کی وجہ سے میں پانچوں نمازیں پڑھنے کا عادی ہو گیا تھا۔ گھر میں ایک دن عشاء کی نماز پڑھنے سے قبل کچھ آرام کی غرض سے لیٹ گیا کہ نماز ابھی پڑھتا ہوں۔ اس طرح کرتے کرتے دیر ہو گئی۔ سونے جاگنے کی کیفیت تھی کہ ایک آواز آئی ''یہ مومنوں کی جماعت ہے'' یہ آواز اتنی شیریں، سریلی اور پیاری تھی کہ میں آج تک اس کا مزہ لے رہا ہوں چنانچہ میں فوری اٹھا نماز ادا کی اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا کہ اُس نے میری ہدایت فرمائی۔ نماز کی ادائیگی کے بارے میں یہ واقعہ میری زندگی کا ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔

پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار: سرکاری طور پر مذہبی اور قومی تقریبات منانے کے سلسلہ میں بلدیہ میں میرا اہم کردار ہوتا تھا۔ یہ سب انتظامات میرے سپرد تھے۔ ایک دفعہ عید میلاد النبیؐ ڈے منایا جانا تھا۔ اس مبارک دن پر بلدیہ کی طرف سے سکولوں کے بچوں میں مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے۔ جلوس نکالے جاتے ہیں جلسے ہوتے ہیں سرکاری عمارات پر چراغاں ہوتا ہے۔ بینرز آویزاں کئے جاتے ہیں ایسی ہی ایک عید میلاد النبیؐ ڈے کی تقریب پر علاوہ دیگر بینروں کے میں نے ایک بینر تیار کروا کر بلدیہ کی عمارت پر اونچی جگہ آویزاں کرایا جس پر حضرت مسیح موعودؑ کے شعر کا ایک حصہ ''پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار'' تحریر تھا۔ جو بھی شخص اس بینر کو پڑھتا بہت تعریف کرتا اور کہتا کمال کی تحریر ہے۔ چیئرمین صاحب بلدیہ تشریف لائے انہوں نے بھی اس بینر کی تحریر کو بہت سراہا۔ ابھی یہ باتیں ہی ہو رہی تھیں کہ ایک صاحب تشریف لائے جو ہمارے ایک دوست کے ساتھ ایک دو دفعہ ربوہ ہو آئے تھے۔ پڑھے لکھے تھے اور ہوشیار آدمی تھے بینر پڑھ کر چیئرمین صاحب سے مخاطب ہو کر بولے یہ چوہدری صاحب آپ کو مروا دیں گے۔ انہوں نے کہا کیوں کیا ہوا۔ اس نے بتایا کہ بینر کی تحریر ان کے مرزا صاحب کے ایک شعر کا حصہ ہے۔ خیر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی یہ بینر Discuss ہوا ہو گا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے مجھے اپنے دفتر میں طلب کیا کہ چوہدری صاحب ایسے بینر نہ لگایا کریں میں نے عرض کیا ٹھیک ہے اگر یہ بینر آپ کو پسند نہیں ہے تو میں ابھی اُتروائے دیتا ہوں۔ بینر ان کو بہت پسند آیا تھا مگر یہ ان کی سیاسی مجبوری تھی۔ پھر کہا اب لگا رہنے دیں آئندہ نہ لگائیں۔ میں نے وعدہ کیا کہ اتنا اچھا سب کو پسند آنے والا یہ بینر میں آئندہ نہیں لگواؤں گا۔ چنانچہ سارا دن دیکھنے والوں سے یہ بینر داد تحسین لیتا رہا۔

انتہائی دکھ کی بات: ۱۹۷۴ء کے پرآشوب واقعات کے بعد میری اہلیہ محترمہ احمدیت سے دور دور رہنے لگیں حالانکہ

۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۳ء پانچ سال تک جلسہ سالانہ پر بچوں کے ساتھ جاتی رہی ہیں۔ ۱۹۷۴ء سے پہلے ان کا رویہ نہایت مثبت تھا۔ جب دونوں بڑے لڑکے جوان ہوکر ملازم ہو گئے تو اس سے ان کو مزید سہارا ملا ان کی شادیاں والدہ کی مرضی سے ہوئیں میں نے اپنے بچیوں اور بیٹوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ مگر وہ اپنی ماں کے پیچھے ہیں۔ اس لئے کہ میری مخالفت کی وجہ سے سہے ہوئے اور اپنی سبکی محسوس کرتے ہیں۔ اولاد کے اس رویہ کی وجہ سے بھی ایک ابتلاء میں ہوں۔ خدا کے فضل سے موصی ہوں اور اپنے انجام بالخیر کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔ کاش یہ سب احمدیت میں ترقی کرتے اور اپنی ماں کے پیچھے نہ چلتے اور مجھ سے تعاون کرتے۔ اب کہتے ہیں کہ احمدی باپ کی وجہ سے سوسائٹی میں ہماری نکاتی ہوتی ہے۔ میری نومبائع احمدی بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ یا تو احمدی خاندانوں میں شادیاں کریں یا پھر تعاون نہ کرنے والی بیویوں سے وقت پر جان چھڑالیں۔ تاکہ بڑھاپے کی زندگی ذہنی سکون سے گذرے۔

احمدی بھائیوں سے درخواست ہے کہ اپنے احمدی ہونے کو چھپا کر نہیں رکھنا چاہیے۔ اس سے ایمان میں کمزوری آتی ہے۔ جب کوئی نیا افسر تبدیل ہوکر آتا تو میرے مخالف آنے والے کو بہت Brief کرتے۔ بہت کچھ اسے پڑھاتے ہیں میں اسے بتاتا ہوں کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے میرے اس طرح دلیرانہ اظہار سے وہ متاثر ہو جاتا ہے۔

حویلی لکھا میں دسمبر ۱۹۹۹ء میں بیت الذکر احمدیہ کی تعمیر کے موقعہ پر ہنگامے ہوئے تو چھ احمدی افراد کے خلاف مقدمہ درج ہوا جس میں مجھ پر بھی مقدمہ قائم ہوا۔ خاکسار کچھ عرصہ باہر رہ کر عدالت میں حاضر ہوا۔ عدالت نے پولیس کی تحویل میں برائے تفتیش دے دیا وہاں سے بے گناہ قرار پایا عدالت کی طرف سے ابھی باقاعدہ رہائی نہ پائی تھی کہ حالیہ الیکشن سے قبل مفروروں کے خلاف مہم میں گھر سے بلا کر گرفتار کر لیا گیا۔ چند دن بعد عدالت سے رہائی پائی۔

جیل میں ایک دلچسپ سوال و جواب کا مکالمہ: جیل میں ملزم کی شناخت کے بعد اس کے پاس جو رقم ہوتی ہے وہ باقاعدہ جمع کرالی جاتی ہے اس کی باقاعدہ رسید ملتی ہے اس کے بعد ملزم کی جامہ تلاشی ہوتی ہے۔ ممنوعہ اشیاء ضبط کر لی جاتی ہیں میری جامہ تلاشی پر دلچسپ سوال و جواب ملاحظہ فرمائیے جب ایک مولوی قسم کا جیل کا ایک ملازم جامہ تلاشی لے رہا تھا۔ ایک سوال پر جواب دیا کہ دفعہ ۲۹۸سی میں لایا گیا ہوں اس نے کہا یہ دفعہ تو مرزائیوں پر لگتی ہے کیا تم مرزائی ہو جواب تھا میں احمدی ہوں اس نے کہا تم مرزائی ہو احمدی تو ہم ہیں۔ میں نے کہا نہیں میں احمدی ہوں اس نے کہا نہیں تم مرزائی ہو جھوٹ بولتے ہو احمدی تو ہم ہیں۔ میں ملزم تھا زیادہ الجھنا خلاف مصلحت تھا البتہ کہا کہ اگر آپ احمدی ہیں تو یہ نزدیک ہی جیل کے دوسرے ملازم ہیں ان کے سامنے آپ کہہ دیں کہ آپ احمدی ہیں۔ بس پھر کیا تھا فوراً کہا ادھر جا کر لائن میں بیٹھ جاؤ۔ ۲۰ ستمبر ۲۰۰۲ء کی شام کو جیل سے میری رہائی ہوئی۔ مکرم امیر صاحب اوکاڑہ نے احمدی احباب کے ساتھ جیل کے دروازے پر خاکسار کو Receive کیا۔ رہائی کے بعد سے خاکسار نے جماعت کی خدمت میں اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے اور امیر صاحب کے سیکرٹری کے طور پر جماعت کی خدمت میں مگن ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری یہ حقیر خدمات قبول فرمائے۔ آمین

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تعارف کتاب ''مجمع البحرین''

‹از: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی............›

(بسلسلہ امتحان سہ ماہی دوم ۲۰۰۳ء)

مضمون ''مجمع البحرین'' کا انگریزی ترجمہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۴ء کو ویمبلے کانفرنس لندن میں پڑھا گیا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے درج ذیل امور پر روشنی ڈالی۔

جماعت احمدیہ کا تعارف: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے مضمون کے آغاز میں سلسلہ احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے یہ بیان فرمایا کہ یہ سلسلہ کوئی پرانا نہیں ۱۸۸۹ء میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ بانی سلسلہ احمدیہ نے مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اور آپ کی بعثت کی خبر صحف سابقہ میں موجود ہے۔ آپ کو ابتداء سے ہی تمام فرقوں اور جماعتوں کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ کی آواز ثابت قدمی سے آگے نکلی اور اسے بڑھتی ہوئی کامرانی حاصل ہوئی۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ۱۹۰۸ء میں وفات پائی اور اس وقت آپ کے ماننے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی اور آپ کے سلسلے نے ہندوستان کے علاوہ افغانستان، برما، سیلون اور افریقہ میں بھی پیرو پیدا کر لئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے پہلے جانشین حضرت مولوی نورالدین کے زمانہ میں بھی سلسلہ بدستور ترقی کرتا چلا گیا۔

پھر آپ اپنے بارہ میں فرماتے ہیں۔ (یہ مضمون) لکھنے والا اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا امام مقرر کیا گیا تو سلسلہ اور بھی سرعت سے پھیل رہا ہے۔'' اس تسلسل میں آپ فرماتے ہیں۔'' جماعت کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے اور اس میں تمام اقوام و مذاہب کے لوگ شامل ہیں۔ عیسائی، سکھ، ہندو، یہودی، زرتشتی، اور دیگر مختلف فرقوں کے لوگ سلسلہ میں شامل ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔'' (صفحہ۲)

ضرورت زمانہ: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے مسیح موعودؑ کے منصب کا ذکر کرتے ہوئے ضرورت زمانہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''دنیا کی موجودہ حالت بلند آواز سے کسی الٰہی ہدایت یافتہ معلم کو پکار رہی ہے اور...... انسانوں کی روحیں مضطرب عاشقین کی مانند آسمان کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ اور وہ اپنے درد سے بھرے ہوئے دلوں اور پانی بہاتی ہوئی آنکھوں سے کمال عاجزی سے التجا کر رہی ہیں کہ ترس کھا اور ہم پر اپنے فضل اور رحم کے دروازے کھول دے اور ہمیں بھی وہ کچھ دے جو ہمارے اسلاف کو دیا اور ہماری روحانی تاریکی کو دور کرتے ہوئے اور ہماری آنکھوں کو نابینائی اور دلوں کو

نجاست سے صاف کرتے ہوئے اس ابدی زندگی کی طرف راہنمائی کر جو پیدائش انسانی کی غرض وغایت ہے۔'' (صفحہ ۷)

حضرت مسیح موعودؑ کے پیغامات: اس مضمون میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ دنیا کے لئے یہ پیغام لائے کہ:

○ ''خدا انسان پر کبھی بھی ترقی کی راہیں بند نہیں کرتا۔'' (صفحہ ۸) ○ ''تمام انسان خدا سے یکساں رشتہ رکھتے ہیں اور وہ کسی کے ساتھ سوتیلے باپ والا سلوک نہیں کرتا۔'' (صفحہ ۸-۹) ○ ''ہر فرد بشر کیلئے ہر وقت، روحانی ترقی کے بلند ترین مقام تک پہنچنے کیلئے راہ کھلی ہے۔ آسمان کے دروازے ہر شخص کیلئے جو کھٹکھٹاتا ہے، کھلے ہیں۔'' (صفحہ ۹) ○ ''خدا نے اپنے رسول تمام اقوام میں بھیجے اور ہر زمانے میں بھیجے۔'' (صفحہ ۱۰) ○ ''انبیاء کی معرفت ہدایت پانا، انسانی حق ہے جو خدا کبھی بھی نظر انداز نہیں کرسکتا۔'' (صفحہ ۱۰) ○ حضرت مسیح موعود نے بتایا کہ ''انسانی عقل نے آہستہ آہستہ نشوونما پائی ہے۔ اور اس کی ترقی کے مختلف مدارج ہیں۔ وہ کامل حکیم خدا ان درجات ترقی کے مطابق ہمیشہ اپنی تعلیم بھیجتا رہا۔'' (صفحہ ۱۱)
○ ''خدا کی بھیجی ہوئی شریعتوں سے قرآن سب سے آخری اور مکمل ہے۔'' (صفحہ ۱۱)

اخلاقی تعلیم: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... نے اخلاقی تعلیم کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اصولوں کو یوں بیان فرمایا۔

''کامل اخلاق کے بغیر انسان کامل روحانی ترقی حاصل نہیں کرسکتا۔ مسیح موعودؑ نے اخلاق کے متعلق حیرت انگیز اصل قائم کئے اور ان اصولوں کے مطالعہ سے ایک انسان چونک کر یہ ماننے کیلئے تیار ہو جاتا ہے کہ مسیح موعودؑ سے پہلے دنیا اخلاقی قوانین کی تلاش میں محض تاریکی میں بھٹکتی پھرتی تھی۔'' (صفحہ ۱۵) اخلاق کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے چار اصل ہیں۔ (۱) ''بعض طبعی جذبات کو استعمال میں لانے اور بعض کو دبا لینے کو اخلاق نہیں کہا جا سکتا بلکہ مناسب موقع پر تمام طبعی جذبات کا ارادۃً اور قصداً استعمال اور نامناسب موقع پر انکا دبا لینا اصل میں اخلاق ہیں۔ (صفحہ ۱۶) (۲) ''ہر ایک اخلاقی قوت کے استعمال کیلئے مناسب موقع بتا دینے کے علاوہ مذہب کو برے اور اچھے اخلاق کے مختلف مدارج کی تشریح کرنی چاہئے جو کہ ہر طبعی جذبہ کے مناسب یا غیر مناسب استعمال کا نتیجہ ہو سکتے ہیں۔'' (صفحہ ۱۶) (۳) ''مذہب کو ان وجوہ کی تشریح کرنی چاہئے جن پر اس کے احکام اخلاق کی بنا ہے۔'' (صفحہ ۱۶) (۴) مذہب کے لئے نیکی اور بدی کے منبع کا علم دینا ضروری ہے اور لوگوں کو یہ سکھانا چاہئے کہ بدی کی طرف میلان کی راہوں کو کیسے بند کر دیا جائے اور کس طرح نیکی کی راہوں کو کھولا جائے کیونکہ بدی نہیں نابود ہوسکتی جب تک کہ بدی کے میلان کو نابود نہ کیا جائے۔'' (صفحہ ۱۶)

بادشاہ اور رعایا کے تعلقات: بادشاہ اور رعایا کے تعلقات کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ اصول بیان فرمائے۔ (۱) گورنمنٹ پبلک کی خادم ہوتی ہے اور اس کو ہمیشہ اپنے آپ کو ایسا ہی خیال کرنا چاہیے آپ خود روحانی حکومت

کے مالک تھے اور آپ اپنے متعلق فرماتے ہیں۔''میرے واسطے کرسی مت رکھو کیونکہ میں تو خدمت کیلئے کھڑا کیا گیا ہوں۔''
(صفحہ ۱۷) (۲)''قرآن کہتا ہے ملک کا طرز حکومت ضروری ہے کہ رعایا کے مشورے کے ساتھ چلایا جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ تمام امور میں اپنے پیرووں سے مشورہ لیا کرتے تھے۔'' (صفحہ ۱۷) (۳) آپ نے یہ بتایا کہ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسے قومی جھگڑوں کا ثالث ہو کر فیصلہ کرے جن کی وجہ سے بدنظمی پیدا ہونے کا احتمال ہو اور وہ امن عامہ میں خلل انداز ہوں۔'' (صفحہ ۱۷) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے غرباء کے حقوق پر خاص زور دیا اور تعلیم دی کہ ہمیں ان کو اپنے بھائی خیال کرنا چاہئے۔ دنیا کے امن کیلئے آپ اس بات کو بھی ضروری خیال فرماتے تھے کہ ہر حکومت کی رعایا اپنی حکومت سے تعاون کرے۔

اشاعت مذہب کے اصول: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اشاعت مذہب کیلئے چار اصول بیان فرمائے۔

(۱)''مختلف مذاہب کے بانیوں یا لیڈروں کو اس طریقہ سے یاد نہ کیا جائے جو ان کے پیرووں کے احساسات کو صدمہ پہنچائے۔'' (۲)''ہر ایک مذہب کی اشاعت کرنے والا اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ دوسرے مذہب پر حملہ نہ کرے۔'' (۳) کسی مذہب کے پیرووں کو اپنے مذہب کی طرف ایسا مسئلہ یا تعلیم منسوب نہیں کرنی چاہئے جس کا انکے نوشتوں سے براہ راست استنباط نہیں کیا جاسکتا۔'' (۴)''مختلف مذاہب کے حامی اپنے مذہب کی تعلیم کو مجمل طور پر بیان نہ کریں بلکہ اس پر تجربہ کر کے انہیں وہ نتائج واضح کرنے چاہئیں جو اس پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔ (صفحہ ۱۹)

(تلخیص از: مکرم فضل احمد شاہد صاحب)

(بقیہ از صفحہ ۱۵) ساری نہ تھنگ کین بی ڈن فار عبدالکریم

ترجمہ

مقام۔ بٹالہ　　　از: مقام۔ کسولی

بنام۔ شیر علی قادیان　　　از: جانب۔ پیسٹور

افسوس ہے کہ عبدالکریم کے واسطے کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اور دفتر علاج سگ گزیدگان سے ایک مسلمان نے متعجب ہو کر کسولی سے ایک کارڈ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ سخت افسوس تھا کہ عبدالکریم جس کو دیوانہ کتے نے کاٹا تھا اس کے اثر میں مبتلا ہو گیا۔ مگر اس بات کے سننے سے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ دعا کے ذریعہ سے صحت یاب ہو گیا ایسا موقعہ جانبر ہونے کا کبھی نہیں سنا یہ خدا کا فضل اور بزرگوں کی دعا کا اثر ہے۔ الحمدللہ۔
راقم عاجز عبداللہ از کسولی۔'' (صفحہ ۴۸۰ تا ۴۸۲)

نوٹ:۔ اس مضمون میں سارے نشانات قبولیت دعا اور احیائے موتی کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ الوحی (روحانی خزائن جلد ۲۲) سے لئے گئے ہیں۔ مزید تفصیلات کے لئے کتاب مذکورہ ملاحظہ فرماویں۔

تحریک وقفِ زندگی و داخلہ جامعہ احمدیہ

امراء اضلاع، صدر صاحبان، مربیان و معلمین سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ ذہین، ہونہار خدمتِ دین کا شوق رکھنے والے مخلص طلباء کو جامعہ احمدیہ میں بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔ واقفین نو بچوں کو خصوصی طور پر جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کی تحریک کی جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت عطاء فرمائے۔

امیدواران کو ہدایت فرمائیں کہ وہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست والد/سرپرست کی تصدیق کے ساتھ اور مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی وساطت سے وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ کو بھجوائیں اور میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ کی اطلاع دیں۔

درخواست میں نام۔ ولدیت۔ تاریخ پیدائش۔ عمر اور مکمل پتہ درج کریں۔ واقفین نو حوالہ وقف نو بھی درج کریں۔

امیدواران قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔ جماعتی کتب خصوصاً سیرت النبیؐ، سیرت حضرت مسیح موعودؑ، مختصر تاریخ احمدیت، کامیابی کی راہیں، دینی معلومات شائع کردہ خدام الاحمدیہ نیز روزنامہ الفضل اور جماعتی رسالہ جات کا مطالعہ کرتے رہیں اور خدام کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہوں۔

جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کے لئے واقفینِ زندگی طلباء کا انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔

داخلہ کے لئے انٹرویو ۹/ اگست ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ میں ہو گا۔

شرائط برائے داخلہ جامعہ احمدیہ: (۱) میٹرک پاس امیدوار کی عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ (۲) ایف اے ایف ایس سی پاس امیدوار کی عمر ۱۹ سال سے زائد نہ ہو۔ (۳) میٹرک کے امتحان میں کم از کم فرسٹ ڈویژن (B گریڈ) ہونا ضروری ہے۔ (۴) قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا جانتا ہو۔ (۵) مقامی جماعت کے امیر صاحب/صدر صاحب کی سفارش امیدوار کے حق میں ہو (۶) انٹرویو بورڈ کے تحریری اور زبانی امتحان میں پاس ہو۔ (۷) میڈیکل رپورٹ کے مطابق صحت درجہ اول ہو۔ (میڈیکل چیک اپ انٹرویو میں کامیابی کے بعد فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہوگا۔)

(وکیل الدیوان۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

روئیداد

مجلس انصاراللہ کراچی کا سالانہ ریفریشر کورس

منعقدہ احمدیہ ہال کراچی مورخہ ۱۶ر مارچ ۲۰۰۳ء

مرسلہ: مکرم عبدالرشید ساٹری صاحب نائب ناظم انصاراللہ کراچی

اجلاس اول: مورخہ ۱۶ر مارچ ۲۰۰۳ء بروز اتوار احمدیہ ہال کراچی میں مجلس انصاراللہ کراچی کے زیر اہتمام پانچواں ایک روزہ سالانہ ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد نائب صدر و قائد تعلیم (نمائندہ مرکز) نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب نے کی۔ بعدہ صدر اجلاس (نمائندہ مرکز) نے عہد دہرایا۔ عہد کے بعد مکرم حمید احمد شاہد صاحب نے خوش الحانی سے نظم سنائی۔ مکرم قریشی محمود احمد صاحب ناظم کراچی نے ریفریشر کورس کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ شعبہ جات کی مساعی کیلئے پرانے عہدیداران کو یاددہانی کروائی جاتی ہے اور نئے عہدیداروں کو شعبہ جات کے جملہ امور سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ آپ نے مرکزی مہمانوں کی اس کورس میں شرکت پر خوشی کا اظہار کیا۔

افتتاحی تقریب: مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب صدر اجلاس نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا۔ کہ ضلع کراچی کی چار مجالس پہلی دس پوزیشنوں میں آئی ہیں۔ لیکن پہلی تین پوزیشنوں میں کوئی مجلس نہیں آئی۔ جس کا جائزہ لینے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے اپنے خطاب میں وقت کی پابندی اور نفس کے جہاد کی اشد ضرورت پر زور دیا۔

افتتاحی خطاب کے بعد مکرم عبدالباری قیوم شاہد صاحب نائب ناظم عمومی ضلع کراچی نے شعبہ عمومی کا پروگرام پیش کیا۔ مکرم نائب صدر صفِ دوم و قائد تعلیم نے ضلع کراچی کے شعبہ تعلیم کی مساعی کو سراہا۔ نیز ہدایت کی کہ جن انصار کے پاس سائیکل ہیں ان کا ریکارڈ رکھا جائے۔ صفِ دوم کے انصار پکنک پر سائیکلوں کے ذریعہ جائیں۔ آپ نے بتایا کہ گذشتہ سال کراچی کا سائیکل سفر بہت کامیاب رہا جس میں یکصد سائیکلسٹ انصار شامل ہوئے۔

مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب قائد اصلاح وارشاد نے نماز باجماعت کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ نائب ناظم تربیت، منتظم تربیت اور نائب زعیم تربیت کی ٹیم سے مل کر کام کرنے سے شعبہ کا کام آسان اور بہتر ہو سکتا ہے۔ تربیت نو ٔعین کے بارہ میں بتایا کہ بیج بونے کے بعد اگر نگہداشت نہ ہو تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

اجلاس دوم: اجلاس دوم میں شعبہ مال کے بارے میں خاکسار نے عہدیداران کو مرکزی ہدایات سے آگاہ کیا۔ اور ہر

مجلس کو بجٹ کی بروقت ترسیل اور روزنامچہ وکھاتہ میں باقاعدہ اندراج کرنے کی طرف توجہ دلائی - اور چندہ جات کی تدریجی وصولی کی تاکید کی - مکرم بشیر الدین عباسی صاحب آڈیٹر نے تحریک کی کہ زعماء اعلیٰ مجلس کے حسابات کی بروقت آڈٹ کروائیں - مقامی آڈیٹر بھی حلقوں کا آڈٹ کرے - ضلع کا آڈیٹر مجالس اور ضلع کا آڈٹ کرتا ہے - اس موقعہ پر صدر مجلس نے فرمایا - تجنید میں اضافہ بجٹ میں اضافہ کا ذریعہ بنتا ہے - شعبہ مال کے بارے میں فرمایا کہ ہر ناصر کو بجٹ میں شامل کریں - اور تدریجی وصولی کی طرف توجہ دلائی -

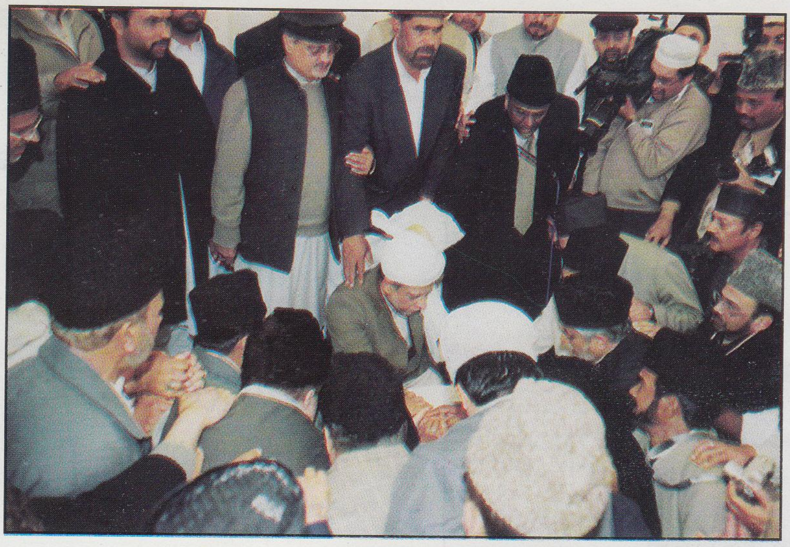
مکرم جمیل احمد بٹ صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ نے کہا کہ حضور انور نے تمام عہدیداران کو اس شعبہ کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے تمام منتظمین اصلاح وارشاد کو سیکرٹری دعوت الی اللہ کے ساتھ مل کر اس میدان میں کام کرنا چاہئے - آپ نے اس شعبہ کی مساعی سے آگاہ کیا اور ان خطوط پر کام کرنے کی ہدایت فرمائی - صدر اجلاس نے فرمایا کہ اس شعبہ میں مجلس کراچی کا شمار پاکستان کی بہترین مجالس میں ہوتا ہے - مکرم قائد صاحب اصلاح وارشاد نے بھی اس موقع پر ہدایات دیں -

مکرم قائد صاحب تعلیم نے فرمایا سوفی صد انصار کو نماز باترجمہ سکھانا مجلس کا اولین کام ہے - باترجمہ قرآن کریم اور کلاس کا اہتمام کیا جائے - نیز کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس بھی رکھا جائے - مجلس گلشنِ جامی نے سوفیصد پرچے حل کروائے - علمی ریلی میں زیادہ سے زیادہ انصار کو شامل کیا جائے - کراچی کی طرف سے کم از کم ۱۰ مقالے آنے چاہئیں - شعبہ اشاعت کے تحت ہر ماہ کم از کم دو مضامین ماہنامہ انصاراللہ کو بھجوائے جائیں - پرچہ جات کے حصول میں کراچی کی کوشش خوشکن ہے -

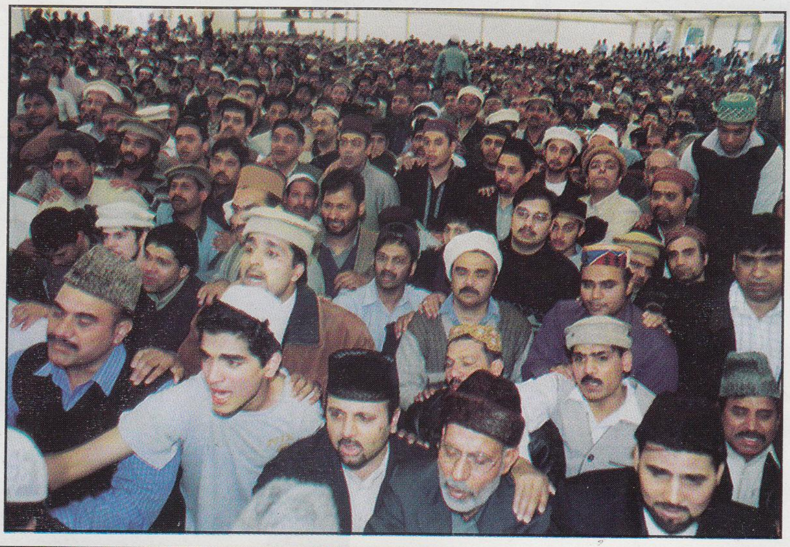
اجلاس سوم: اجلاس سوم میں مکرم مولوی عبدالقدیر فیاض صاحب مربی سلسلہ کے درس قرآن کریم کے بعد مکرم چوہدری منیر احمد صاحب سیکرٹری تربیت نومبائعین نے توجہ دلائی کہ نومبائعین کو اپنے ساتھ شامل کر کے نمازوں کا پابند بنائیں - اور ان سے مسلسل رابطہ رکھیں - علمی کلاس اور زیارت مرکز کا اہتمام کریں - مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب نے ڈش سنٹر پر اور جلسہ سیرۃ النبیؐ میں مہمانوں کی تعداد بڑھانے کی طرف توجہ دلائی -

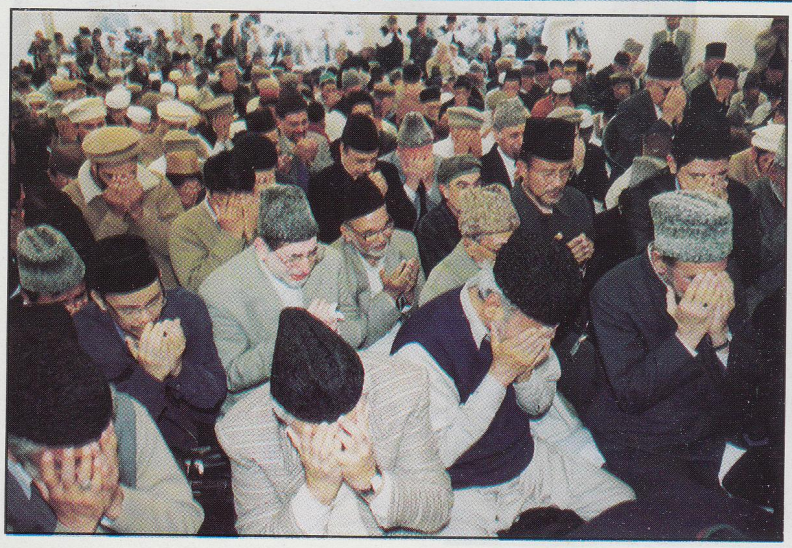
اختتامی خطاب: صدر اجلاس (نمائندہ مرکز) نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ ہمیں ان تمام ہدایات کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا چاہئیے - جبکہ ریفریشر کورس کا اصل مقصد آپ کے اندر مسابقت کی روح پیدا کرنا ہے -

آخر میں مکرم ناظم صاحب کراچی نے ریفریشر کورس کے بخیر وخوبی اختتام ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا اور مرکزی مہمانوں اور مقررین اور عہدیداران کا شکریہ ادا کیا - الحمد للہ یہ بابرکت تقریب دعا کے ساتھ بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچی - اس ریفریشر کورس میں ۱۹۰ عہدیداران شامل ہوئے -



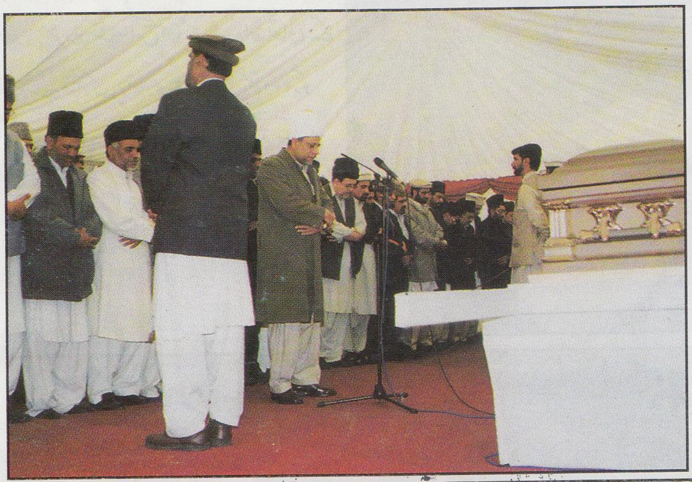
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے
دستِ مبارک پر مورخہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۳ء کو
ہزاروں احبابِ جماعت بیعت کرتے ہوئے





بیعت کے بعد دعا

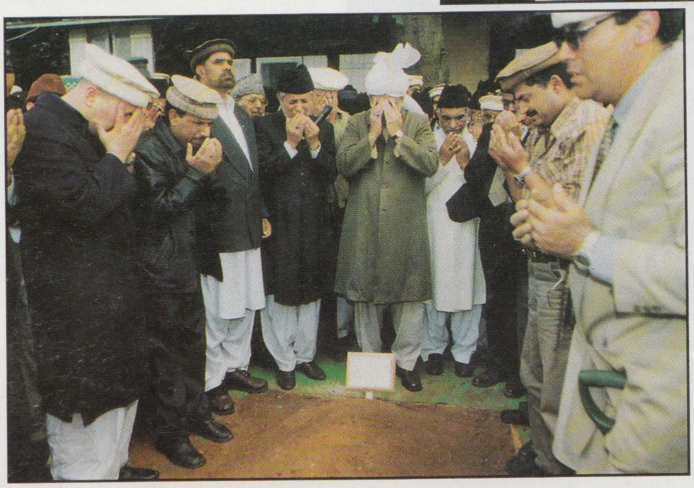
Monthly **ANSARULLAH** June 2003
Ph: 04524-212982
EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR
Regd. # : CPL-34/CR02



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز،
حضرت خلیفہ الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نمازِ جنازہ
ادا کرتے ہوئے۔(۲۳/اپریل ۲۰۰۳ء)



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ،
حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جسد اطہر
تدفین کے لئے لے جاتے ہوئے



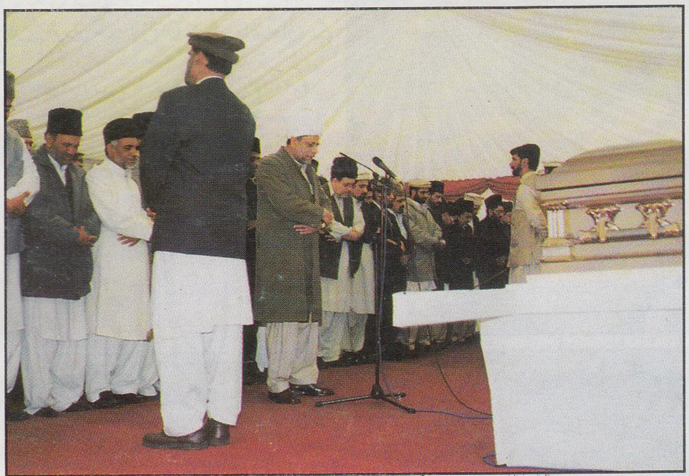
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ
کے جسدِ اطہر کی تدفین کے بعد دعا

Monthly **ANSARULLAH** June 2003

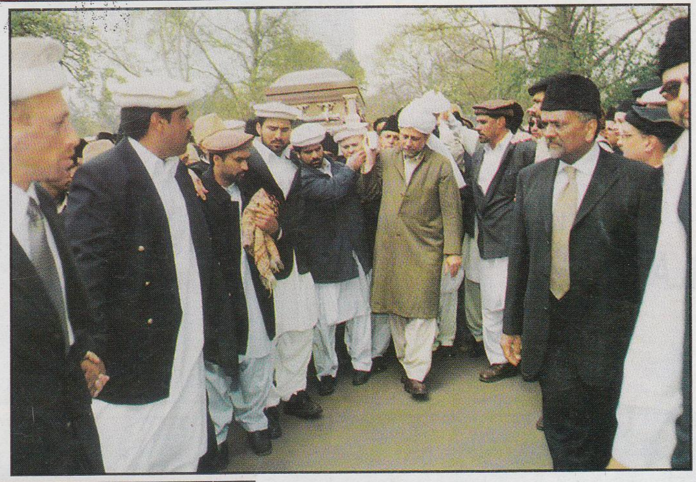
Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR

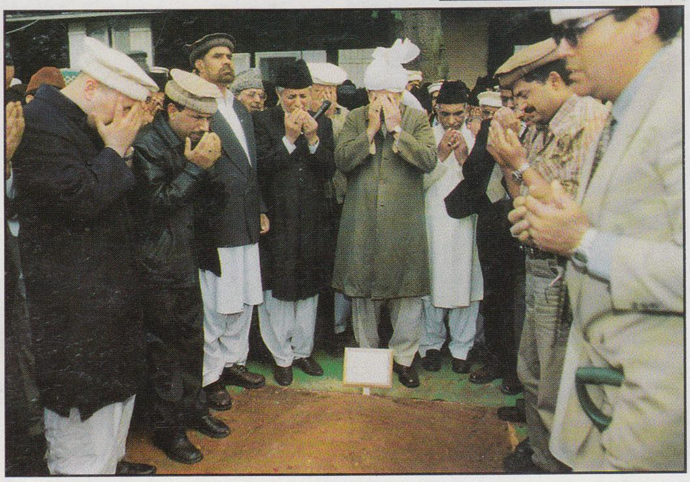
Regd. # : CPL-34/CR02



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز،
حضرت خلیفہ الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نمازِ جنازہ
ادا کرتے ہوئے۔(۲۳/اپریل ۲۰۰۳ء)



حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ،
حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جسد اطہر
تدفین کے لئے لے جاتے ہوئے



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ
کے جسدِ اطہر کی تدفین کے بعد دعا